الخصائص الصغریٰ
الامام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم
ایم اے گولڈ میڈلسٹ
فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
ضیاء القرآن پبلی کیشنز ★ گنج بخش روڈ لاہور

الخصائص الصغریٰ

الامام جلال الدین عبدالرحمن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عبدالرسول ارشد ایم اے گولڈ میڈلسٹ

فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
گنج بخش روڈ
اردو بازار
لاہور

نام کتاب	الخصائص الصغریٰ
مصنف	مولانا جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطیؒ
مترجم	علامہ عبدالرسول ارشد
	فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ
تعداد اشاعت	ایک ہزار
تاریخ "	ربیع الاول ۱۴۰۶ھ
قیمت	۱۸/ روپے
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز،
	داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور ۲
	فون ۶۳۴۶۴

کچھ کتاب کے بارے میں

مولانا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا تبحر علمی، ان کا زورِ قلم اور ان کے ذوق کی لطافت قابلِ صد فخر ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں علمی شہ پارے علامہ کے قلم سے نکلے اور ایک دنیا کو ان کی عظمتوں کا قائل کر گئے۔

حدیث خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام اور سیرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم علامہ کے خصوصی موضوعات ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص و معجزات کے موضوع پر علامہ کی شہرہ آفاق کتاب "الخصائص الکبرٰی" قبول عام حاصل کر چکی ہے۔ زیرِ نظر کتاب "الخصائص الصغرٰی" علامہ کی اسی تصنیف لطیف کی خوبصورت تلخیص ہے۔ اور خود علامہ کے اپنے قلم سے۔ علامہ نے اپنی اس مختصر کتاب کا نام "انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب" رکھا ہے۔

خصائص کبرٰی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور خصائص کے متعلق احادیث اور آثار تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں لیکن "انموذج اللبیب" میں علامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی معجزہ یا کوئی خصوصیت ذکر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ماخذ کا حوالہ دے دیتے ہیں۔

بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں "انموذج اللبیب" میں خصائص کبرٰی کی نسبت بھی زیادہ تفصیل ہے اور بعض ایسی چیزیں بھی "انموذج" میں آگئی ہیں جن کا ذکر "خصائص کبرٰی" میں نہیں ہو سکا۔

گویا علامہ نے "خصائص کبرٰی" سے مضامین اور مواد لیا ہے اور اسے ایک مستقل کتاب کی شکل میں تالیف کر کے اس کا نام "انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب" رکھ دیا ہے۔ اور اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور خصائص کے متعلق ایک ایسا مجموعہ تیار ہو گیا ہے۔ جس کے مطالعہ کے لیے وقت تو کم درکار ہے تاہم اس موضوع کے متعلق

معلومات کا وافر ذخیرہ اِس میں موجود ہے۔ اور موجودہ دور میں ایسی کتابوں کی اہمیت بہت زیادہ ہے جو کم وقت میں زیادہ معلومات مہیا کر سکیں۔ اِن بے شمار خوبیوں کے باوجود حیرت ہے کہ یہ کتاب اتنی طویل مدت تک زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی، حالاں کہ اِس کے قلمی نسخے دنیا کی کئی مشہور لائبریریوں اور کتب خانوں میں موجود ہیں۔ کئی علماء نے اِس سے استفادہ کیا ہے اور اس پر حواشی لکھے ہیں کئی اصحابِ دِل نے اس کتاب کو شعروں میں منتقل کیا ہے۔ لیکن اس تمام توجہ کے باوجود یہ کتاب چھپ نہیں سکی۔

شاید یہ اعزاز ڈاکٹر ظہور احمد اظہر پروفیسر (عربی) پنجاب یونیورسٹی لاہور کے مقدر میں تھا کہ وہ اس کتاب کو طباعت کے لیے تیار کریں۔ اور اِس طرح ثناخوانانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا نام شامل کرائیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بڑی محنت اور تندہی سے یہ کام سرانجام دیا ہے۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں موجود مخطوطہ کو الخصائص الکبریٰ کے ساتھ تطبیق دی۔ جہاں ضرورت پیش آئی وہاں مخطوطہ میں تصحیح کی۔ بعض قیمتی حواشی کا اضافہ کیا۔ اور اس طرح یہ قیمتی سرمایہ طباعت کے لیے تیار ہوا۔ جس کا نام انہوں نے الخصائص الصغریٰ رکھا۔ سلیم اسماعیل چشتی صاحب نے اس کتاب کی طباعت کا بندوبست کیا۔ اور اس عمدہ انداز میں کہ کتاب کا حسنِ طباعت دیکھ کر جناب سلیم اسماعیل صاحب کے ذوقِ سلیم پر رشک آنے لگتا ہے۔

جب سے یہ کتاب منظرِ عام پر آئی ہے۔ میری اسی وقت سے یہ خواہش رہی ہے کہ اس کتاب کو اردو میں منتقل کر دیا جائے۔ لیکن میری علمی بے مائیگی اور تساہل پسندی ہمیشہ اس راہ میں حائل رہی۔ یہاں چند مخلص احباب میرے کام آئے۔ انہوں نے میری ہمت افزائی کی اور انہی کی تحریک پر میں نے ترجمے کا آغاز کیا۔ اور آج خداوندِ کریم کے فضل و کرم سے یہ کتاب اردو خوان حضرات کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

میں قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ ترجمے میں جہاں مجھ سے کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں ان کی نشاندہی کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی اصلاح کی جا سکے۔ اور دعا کریں کہ پروردگار عالم اس کتاب کے طفیل ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق کی دولت عطا فرمائے جس پر ایمان کا دار و مدار ہے۔

اللّٰھم صلّ علٰی سیدنا ومولٰینا محمد رحمة للعالمین اللّٰھم اٰت محمدا ن الوسیلة والفضیلة والدرجت الرفیعه وابعثه مقاما محمودا الذی وعدته وارزقنا شفاعته یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد

عبدالرسول ارشد
ایم اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الخصائص الصغریٰ

مقدمہ از مؤلف

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے لیے ہیں جس نے تمام اشیاء کو اپنی حکمت سے کمال عطا کیا۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ کے ذریعے تمام تاریکیوں کو منور کیا اور آپ کو ایسے معجزات اور خصائص عطا فرمائے جو پہلے نہ کسی نبی کو اور نہ ہی کسی فرشتہ کو عطا ہوئے تھے اور ملائکہ کو آپ کی فوج بنایا جو آپ کے ساتھ چلتے ہیں جہاں آپ تشریف لے جائیں اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر سلامتی نازل فرمائے جب تک آسمان قائم ہے۔

امّا بعد

یہ ایک عمدہ کتاب اور خوبصورت موضوع ہے جسے میں نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ سے ملخص کیا ہے۔ جس میں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات وخصائص کو دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور میں نے اس میں مقام ومنصب نبوت کے سلسلہ میں وارد ہونے والی احادیث مبارکہ کا تتبع کیا ہے اس کتاب میں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری اور مخفی خصائص بیان کیے ہیں اور خصائص کی ہر قسم کو علیحدہ علیحدہ ابواب کی شکل میں لکھا ہے۔

اور اس کا نام انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب رکھا ہے

وما توفیقی الا باللہ

میں اسی پر توکّل کرتا ہوں اور اسی کی طرف راجع ہوں۔

یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے

پہلا باب

وہ خصائص جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے خاص ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو بھی عطا نہیں ہوتے تھے۔ اِس میں چار فصلیں ہیں۔

پہلی فصل دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات

- یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا خاصہ ہے کہ آپ تخلیق کی رو سے پہلے نبی ہیں۔ آپ کی نبوّت بھی سب سے مقدّم ہے کیونکہ آپ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السّلام مٹی اور گارے میں تھے۔
- آپ سب سے پہلے عہد لیا گیا۔
- جب خداوند ذوالجلال نے الست بربکم کہا تھا تو آپ سب سے پہلے بلیٰ کہنے والے تھے۔
- حضرت آدم علیہ السّلام اور تمام مخلوقات آپ کی وجہ سے پیدا کی گئی ہے
- عرش پر تمام آسمانوں پر جنّت پر اور جنّت کی تمام چیزوں پر اور تمام ملکوت پر آپ کا اسم گرامی مکتوب ہے۔
- فرشتے ہر لمحہ آپ کے ذکر شریف میں مصروف رہتے ہیں۔
- حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانے میں اور ملکوت اعلیٰ میں آپ کا اسم گرامی اذان میں لیا گیا۔

حضرت آدم علیہ السّلام اور بعد میں آنے والے تمام انبیاء کرام علیہم السّلام سے عہد لیا گیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔

کتب سابقہ میں آپ کی آمد کی بشارت دی گئی اور آپ کی تعریف کی گئی۔

سابقہ کتب میں آپ کے صحابہ، خلفا اور امت کی تعریف کی گئی۔

آپ کی ولادت باسعادت پر ابلیس کو آسمانوں کی طرف جانے سے روک دیا گیا۔

مہر نبوت آپ کی پشت پر قلب مبارک کے بالمقابل ثبت کی گئی جہاں سے شیطان داخل ہوتا ہے حالانکہ تمام انبیاء کی مہر نبوت دائیں جانب ہوتی تھی۔

آپ کے اسماء گرامی کی تعداد ایک ہزار ہے۔

آپ کا نام احمد رکھا اور آپ سے پہلے کسی کا نام احمد نہ تھا۔

مسلم شریف کی حدیث میں مندرجہ بالا اشیاء کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ قرار دیا گیا ہے۔

ملائکہ نے سفر میں آپ پر سایہ کیا۔

آپ از روئے عقل تمام لوگوں پر فائق ہیں۔

آپ کو حسن کُلی عطا کیا گیا ہے اور حضرت یوسف علیہ السّلام کو اس سے کچھ حصہ ملا تھا۔

ابتداء وحی میں حضرت جبریل علیہ السّلام نے آپ کو تین مرتبہ بھینچا۔

آپ نے جبریل علیہ السّلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا۔

یہ چیزیں بیہقی میں ہیں۔

آپ کی بعثت سے کہانت ختم ہو گئی۔

شیطانوں کو چوری چھپے آسمانوں کی خبریں لینے سے روک دیا گیا اور انہیں شہاب ثاقب کے ذریعے بھگایا گیا۔

یہ چیزیں ابن سبع نے بیان کی ہیں۔

آپ کے والدین کو زندہ کیا گیا حتی کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔

آپ کے ساتھ لوگوں سے محفوظ رہنے کا وعدہ کیا گیا۔

شب معراج مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر، ساتوں آسمانوں کا رستہ دینا اور بلندی اور قرب میں مقام قاب قوسین تک پہنچنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہیں۔

آپ نے اس مقام پہ قدم رکھا جہاں تک نہ کوئی نبی مرسل پہنچ سکا اور نہ ہی کوئی فرشتہ۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو آپ کے لیے قبروں سے اٹھایا گیا۔ اور آپ نے نماز میں انبیاء و ملائکہ کی امامت کی۔

آپ کو دوزخ اور جنّت کا علم عطا کیا گیا ہے۔ یہ چیزیں بیہقی میں مروی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم رویت باری تعالیٰ سے فیضیاب ہوئے اور پروردگار عالم کی عظیم نشانیوں کو دیکھا۔

آپ بوقت رویت محفوظ رہے۔ حتیٰ کہ نہ آنکھ پتھرائی اور نہ حواس میں خلل

واقع ہوا۔

دو مرتبہ اپنے رب جل وعلا کی زیارت کی۔

براق پر سواری کی۔

فرشتوں نے آپ کی معیت میں قتال کیا۔

آپ جہاں تشریف لے جاتے فرشتے آپ کے ساتھ ہوتے اور آپ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے۔

آپ کو کتاب دی گئی حالانکہ آپ اُمّی تھے نہ لکھتے تھے نہ پڑھتے تھے۔

آپ کی کتاب شانِ اعجاز رکھتی ہے طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود تحریف وتبدل سے محفوظ ہے۔

آپ کی کتاب میں وہ سب کچھ ہے جو پہلی کتابوں میں تھا بلکہ اِس سے بھی زیادہ۔

آپ کی کتاب جامع ہے ہر چیز کی۔ غیر سے بے نیاز ہے اس کا یاد کرنا آسان ہے وہ ٹکڑوں کی صورت میں نازل ہوئی۔

یہ ابن نقیب نے بیان کیا ہے۔

اس کے ہر حرف کو پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں یہ زرکشی نے بیان کیا ہے۔ صاحب التحریر فرماتے ہیں قرآن حکیم کو تیس خصلتوں کی بنا پر دیگر کتب پر فضیلت حاصل ہے جو دوسری کسی کتاب میں نہیں۔

حلیمی منہاج میں فرماتے ہیں یہ قرآن حکیم کی عظمت شان ہے کہ صرف

اسی کتاب کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت دعوت بھی بنایا ہے اور دلیل بھی اور یہ مقام اس سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہ تھا۔ انبیاء سابقین کو پہلے دعوت عطا ہوتی تھی اور پھر دلیل علیحدہ عطا کی جاتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے دعوت اور حجت دونوں کو قرآن حکیم میں جمع فرما دیا ہے۔ قرآن معانی کی رُو سے دعوت ہے اور الفاظ کی رُو سے حجت ہے اور کسی بھی دعوت کے لیے یہی شرف کافی ہے کہ اس کی دلیل بھی اس کے ساتھ ہو۔

اور کسی بھی دعوت کے لیے یہی شرف کافی ہے کہ اس کی دلیل بھی اس کے ساتھ ہو۔ اور دلیل کے لیے یہ باعثِ عظمت ہے کہ اس کی دعوت اس سے علیحدہ نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے خزانے عطا کیے گئے جو آپ کے علاوہ کسی کو عطا نہیں ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سورہ فاتحہ، آیت الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری آیات یعنی ربنا لا تواخذنا ان نسینا الخ سات طوال مفصل سورتیں یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے ہیں

قرآن حکیم آپ کا معجزہ ہے اور یہ قیامت تک قائم رہے گا۔ دیگر تمام انبیاء کے معجزات ان کے زمانوں کے بعد منقطع ہو گئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ ہیں۔ بعض کے نزدیک حضور کے معجزات کی تعداد ایک ہزار ہے اور بعض کے نزدیک تین ہزار ہے سوائے قرآن حکیم کے اور صرف قرآن کے معجزات کی تعداد ستر ہزار ہے۔

حلیمی فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے معجزات میں کثرت تعداد کے علاوہ اور خصوصیات بھی ہیں مثلاً ایجاد اجسام اور آپ نے اس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ تمام معجزات و فضائل عطا کیے گئے جو تمام انبیائے سابقین کو عطا ہوئے تھے۔ یہ معجزات و فضائل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کو بیک وقت عطا نہیں ہوئے بلکہ دیگر انبیاء کرام علیہم السّلام میں سے ہر ایک کو معجزات کی کسی خاص نوع کے ساتھ خاص کیا گیا۔

چاند آپ کے اشارے سے شق ہوا۔ پتھروں نے آپ پر درود و سلام پڑھا۔ کھجور کا تنا آپ کے لیے رویا، آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹا اور یہ تمام چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کے لیے ثابت نہیں۔

یہ ابن عبد السّلام نے بیان کیا ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام کو معجزات کے لیے خاص فرمایا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور بعض کو صفات کے لیے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام۔ اور ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو معجزات بھی عطا ہوئے اور صفات بھی تاکہ آپ کی شانِ مصطفائی کا پتہ چلتا رہے۔

درخت آپ سے ہمکلام ہوئے انہوں نے آپ کی نبوت کی شہادت دی آپ کی دعوت پر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

اس کو بدر الدمامینی نے بیان کیا ہے۔

آپ نے مردوں کو زندہ کیا (باذن اللہ) مردوں سے کلام کیا۔ شیر خوار بچوں نے آپ سے کلام کیا اور آپ کی نبوت کی شہادت دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک برقرار رہے گی اور منسوخ نہیں ہوگی۔ اور یہ شریعت پہلے کی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے

اگر بالفرض انبیاء کرام حضور صلی اللہ عَلَیہِ وَسلّم کا زمانہ پائیں تو اُن پر آپ کی اتباع واجب ہے۔

آپ کی کتاب اور شریعت میں ناسخ اور منسوخ کا وجود آپ کی خاصیات میں سے ہے۔

آپ کی دعوت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک تمام لوگوں کے لیے عام ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے نائب ہیں وہ اپنی اپنی معین شریعتوں کے ساتھ مبعوث ہوئے اس لیے آپ نبی الانبیاء ہیں۔

آپ جنوں کے بھی رسول ہیں اور بقول بعض ملائکہ کے بھی۔ سبکی اور بارزی نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔

آپ حیوانات، نباتات، جمادات، اور شجر و حجر کے بھی نبی ہیں۔

آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں حتیٰ کہ آپ کفار کے لیے بھی رحمت ہیں کیونکہ آپ کی وجہ سے ان کا عذاب مؤخر کیا گیا اور پہلی باطل امتوں کی

طرح انہیں دنیا میں عذاب نہیں دیا گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی حیات مبارکہ کی قسم کھائی ہے اور آپ کی رسالت کی بھی قسم کھائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے مخالفوں کا جواب اپنے ذمہ قدرت پر لیا ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ تمام انبیاء علیہم السلام کی نسبت زیادہ نرمی سے خطاب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو اپنے اسم گرامی کے ساتھ ملایا اور تمام جہانوں پر آپ کی اطاعت فرض کی۔

آپ کی اطاعت مطلقاً فرض ہے اس میں نہ کوئی شرط ہے نہ استثنار

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کے ہر عضو کی تعریف فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آپ کو نام نامی سے مخاطب نہیں فرمایا بلکہ کہیں یا ایھا النبی اور کہیں یا ایھا الرسول فرمایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی اُمت پر حرام کر دیا کہ وہ آپ کو نام لیکر پکاریں

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف رسول کہنا مکروہ ہے۔ کیونکہ رسول کہنے میں وہ تعظیم نہیں جو رسول اللہ کہنے میں ہے۔

آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں پر فرض کیا گیا کہ وہ عرض گزار ہونے سے پہلے صدقہ پیش کریں۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں کے برعکس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ

کی اُمت کی کوئی ایسی حالت نہیں دِکھائی جو آپ کی طبع مبارک پر شاق گزرتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حبیب الرحمٰن ہیں۔ آپ بیک وقت حبیب اللہ بھی ہیں اور خلیل اللہ بھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کلیم اللہ ہونے کا مرتبہ بھی حاصل ہے اور رویت باری تعالیٰ کا بھی۔

خداوند کریم نے آپ کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ پر کلام فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ پر۔

(اسے ابنِ عبدالسلام نے بیان کیا)

دو قبلے اور دو ہجرتیں بھی آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

ظاہر اور باطن دونوں پر آپ حکم صادر فرما سکتے ہیں۔

آپ کو رعب عطا ہوا سامنے کی طرف بھی ایک ماہ کی مسافت تک اور پیچھے کی طرف بھی ایک ماہ کی مسافت تک۔

آپ کو جوامع الکلم عطا ہوئے آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

آپ کے ساتھ وحی کی تمام قسموں میں کلام کیا گیا۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ پر نازل ہوتے اور آپ سے پہلے کسی نبی پر نازل نہیں ہوئے تھے۔ اسے ابن سبع نے بیان فرمایا۔

آپ کو نبوت اور سلطنت دونوں عطا کی گئیں۔

اسے امام غزالی نے احیاء العلوم میں بیان کیا۔

آپ کو ہر چیز کا علم عطا ہُوا سوائے پانچ اشیاء کے جن کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے (ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ) اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ان اشیاء کا علم تو عطا ہُوا لیکن اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی گئی۔ اور روح کے معاملہ میں بھی اختلاف موجود ہے۔

آپ کو دجال کے متعلق علم عطا ہُوا جو کسی کو بھی عطا نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس وقت مغفرت کا وعدہ فرمایا جب آپ حیات ظاہری میں صحیح سلامت چل پھر رہے تھے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو امن کا وعدہ نہیں دیا۔ اور آپ ہی سے فرمایا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سے دور فرماوے وہ الزامات جو آپ پر ہجرت سے پہلے یا ہجرت کے بعد لگائے گئے۔ اور ملائکہ سے فرمایا ومن یقل منہم الآیہ اور جو ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا تو تو اسے ہم سزا دیں گے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم کوئی شخص جانتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے لیکن اس ہستی پاک یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں بلکہ آپ نے تو ہمیں بتایا ہے کہ آپ پر لگائے جانے والے تمام الزامات کو دور فرما دیا گیا ہے۔ اسے حاکم نے بیان کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو بلند کیا یہاں تک کہ اذان، خطبہ اور تشہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ پر آپ کی ساری امت پیش کی گئی تاکہ آپ ملاحظہ فرمالیں۔

آپ کی امت میں قیامت تک جو کچھ پیش آنے والا ہے۔ وہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ اسفرائنی کا بیان ہے۔

آپ کے حضور حضرت آدم سے لے کر آخر تک آنے والی تمام مخلوق پیش کی گئی جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو اسمائے اشیاء کا علم عطا کیا گیا تھا۔

آپ اولاد آدم کے سردار ہیں۔ پروردگار عالم کے نزدیک آپ تمام مخلوق سے زیادہ معزز ہیں آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں تمام ملائکہ مقربین سے آپ کا مقام بلند ہے۔

آپ تمام مخلوق سے زیادہ صاحب فراست ہیں۔

یہ ابن سراقہ نے بیان کیا ہے۔

آپ کو چار وزراء عطا ہوئے۔ حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام، اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چودہ نجیب صحابہ کرام عطا ہوئے۔

آپ کو ہر چیز سے سات کا عدد عطا کیا گیا۔

آپ کی معیت میں رہنے والا مامون ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کے لئے ممد اون تھیں۔
آپ کی ازواج مطہرات اور شہزادیاں تمام جہانوں کی عورتوں سے
افضل ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات کا ثواب اور عذاب دوسری عورتوں
کی نسبت دوگنا ہے۔

آپ کے صحابہ کرام انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام جہانوں سے افضل
ہیں۔ ان کی تعداد انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد کے قریب ہے اور سارے
درجہ اجتہاد پر فائز ہیں۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابہ
ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کروگے راہ پاؤ گے۔

آپ کا شہرِ مقدس تمام شہروں سے افضل ہے۔ (بالاجماع)
ایک قول یہ ہے۔ کہ یہ افضلیت سوائے مکہ مکرمہ کے ہے اور یہی مختار
قول ہے۔

مازری اور قاضی عیاض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ
کے سانپوں کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ صرف ڈرایا جا سکتا ہے اور سانپوں کو ڈرانے
کے سلسلہ میں جو حدیث پاک وارد ہے وہ مدینہ طیبہ کے ساتھ خاص ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دن کے کچھ حصہ کے لیے مکہ کو حلال کیا گیا۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مدینہ طیبہ کو حرم قرار دیدیا گیا۔
مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹی امن والی ہے۔ اس کا غبار کوڑھ کے مرض

سے نجات دلاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعا سے مدینہ منوّرہ کی بکریوں کے آدھے پیٹ میں اتنی برکت ہوتی ہے جتنی برکت دوسرے شہروں کی بکریوں کے پورے پیٹ میں ہوتی ہے۔

مدینہ منوّرہ میں نہ دجال داخل ہوگا اور نہ ہی طاعون۔

مدینہ طیّبہ میں بخار کی وبا آئی تو اس کو جحفہ کی طرف منتقل کر دیا گیا اور مدینہ طیّبہ محفوظ رہا۔

پھر جب حضرت جبریل علیہ السلام طاعون اور بخار لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے بخار کو مدینہ منوّرہ میں روک لیا اور طاعون کو شام کی طرف بھیج دیا۔ پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار فرمانے سے بخار مدینہ طیبہ کی طرف لوٹا۔ تو اہل مدینہ میں سے کسی شخص پر اثر انداز نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے درِ اقدس پر رُک گیا اور آپ سے اجازت طلب کی کہ اُسے کِس طرف جانا ہے اور کِسے مبتلا کرنا ہے۔ تو آپ نے بخار کو انصار کی طرف بھیج دیا۔

قبر میں امتیوں سے آپ کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

ملک الموت نے صِرف آپ سے رُوح قبض کرنے کی اجازت طلب کی تھی اور آپ سے پہلے کسی مخلوق سے ملک الموت نے قبض رُوح کے لیے اجازت طلب نہیں کی۔

آپ کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح حرام کر دیا گیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم جس قطعہ زمین میں مدفون ہیں۔ وہ کعبہ اور عرش سے افضل ہے۔

بعض کے نزدیک آپ کی سی کنیت اختیار کرنا حرام ہے۔ اور بعض کے نزدیک آپ جیسا نام یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) رکھنا حرام ہے۔ بقول بعض قاسم نام رکھنا بھی حرام ہے۔ تاکہ اس نام والے کے والد کو ابوالقاسم نہ کہا جائے کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی کنیت مبارک ہے۔

اسے نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے۔

خداوند کریم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دینا جائز ہے۔ کسی اور کو یہ مقام حاصل نہیں۔ اسے ابن عبدالسلام نے بیان کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ستر کسی پر ظاہر نہیں ہوا اور اگر بالفرض کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ستر کو دیکھ لیتا تو اس کی آنکھیں نکال دی جاتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے معاملے میں خطا جائز نہیں ہے۔

(اسے ابن ابی ہریرہ اور ماوردی نے بیان کیا)

بعض کے نزدیک آپ نسیان (بھول جانے سے) محفوظ ہیں اسے نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا۔

بارزی توثیق عری الایمان) میں فرماتے ہیں کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے خصائص میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ

تمام انبیاء کرام کے جملہ خصائص کے جامع ہیں۔ یعنی جملہ انبیاء سابقین کی تمام خصوصیات آپ کی ذات میں جمع ہیں۔

سابقہ انبیا کرام اپنی اُمت میں جو فرائض سرانجام دیتے تھے حضور علیہ السلام کی امت کے عالموں میں سے ایک عالم وہ فرائض سرانجام دیں گے۔

حدیث پاک میں آیا ہے۔ میری اُمت کے عالم بنو اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ اور حدیث شریف میں ہے" عالم کا اپنی قوم میں وہ مقام ہے۔ جو نبی کا اپنی امت میں"۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبداً شکوراً فرمایا اور نعم العبد بھی۔

قرآن اور کسی بھی دوسری کتاب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی پر درود بھیجنا مذکور نہیں اور یہ وہ درجہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاءؑ سے ممتاز کیا گیا ہے۔

آپ کے اسمائے گرامی اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی کی طرح توقیفی ہیں۔ اربعین الکافیہ نے اس پر اعتماد کیا ہے۔

الفصل الثانی

دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور شریعت کے خصائص

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا۔ آپ کی امت کے لیے تمام زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا گیا اور پہلی امتیں صرف اپنے معبدوں میں ہی عبادت کرسکتی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے مٹی کو طہور یعنی پاک اور پاک کرنے والی بنایا گیا۔ بعض کے نزدیک اس کا مطلب وضو کے بجائے تیمم کرنا ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔ یہ اجازت پہلے انبیاء کو بھی امتوں کو نہیں۔

وضو اور تیمم دونوں سے کامل طہارت ہوتی ہے نہ کہ صرف وضو سے۔

مسح علی الخفین آپ کی شریعت کا خاصہ ہے۔

پانی کو نجاست زائل کرنے کا طریقہ بنایا گیا۔ حالانکہ پہلی شریعتوں میں نجاست والی جگہ کو کاٹ دینا ضروری ہوتا تھا۔

پانی اگر کثیر ہو تو اس میں نجاست اثر انداز نہیں ہوتی۔

پانی کے ساتھ استنجا کرنا (اسے ابوسعید نیشاپوری نے شرف مصطفیٰ میں اور ابن سراقہ نے اعداد میں بیان کیا ہے)۔

استنجا کے لیے ڈھیلا اور پانی دونوں کو استعمال کرنا۔

پانچ نمازیں شریعت محمدی کا خاصہ ہیں۔ پہلی کسی شریعت میں اکٹھی پانچ

نمازیں مشروع نہیں تھیں۔

یہ نمازیں ان اعمال کا کفارہ ہیں جو اُن کے درمیان سرزد ہوں۔

نمازِ عشاء شریعت محمدیہ کا خاصہ ہے اسے اور کسی نے نہیں پڑھا۔

اذان، اقامت، اللہ اکبر کے ساتھ نماز کا آغاز اور آمین کہنا۔ بقول

بعض مفسرین چیزیں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہیں

اللھم ربنا لک الحمد کہنا، نماز میں کلام کا حرام ہونا۔ قبلہ کی طرف

رُخ کرنا۔ فرشتوں کی طرح نماز میں صفیں بنانا۔

اُمت محمدیہ کا سلام السلام علیکم ہے۔ جو فرشتوں اور اہل جنت کا سلام ہے۔

جمعۃ المبارک کو عید کا درجہ حاصل ہونا، قبولِ دعا کی گھڑی اور عید الاضحیٰ

شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خصائص ہیں۔ اسے ابُو سعید

نے شرفِ مصطفےٰ میں اور ابن سراقہ نے بیان کیا ہے کہ صلوٰۃ جمعہ اُمتِ محمدیہ

کے ساتھ خاص ہے۔

نماز باجماعت، رات کی نماز، نماز عیدین، سُورج اور چاند کے گرہن

لگنے کی نمازیں، طلب باراں کی نماز اور صلوٰۃِ وتر شریعتِ محمدیہ کا خاصہ ہیں۔

سفر میں نماز کو مختصر کرنا، بارش اور مرض میں دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا بعض

کے نزدیک شریعت محمدیہ کے خصائص ہیں اور یہی قول معتبر ہے۔

صلوٰۃ خوف اور یہ نماز کسی گزشتہ اُمت کے لیے مشروع نہیں تھی۔

شدت جنگ میں صلوٰۃ خوف پڑھنا اشارے سے اور جس طرف ممکن ہو۔

اسی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنے کی اجازت اور ماہِ رمضان خصائص شریعت محمدیہ میں سے ہیں۔ اسے قونوی نے شرح تعرف میں بیان کیا ہے۔

رمضان میں شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے جنت کو مزین کیا جاتا ہے۔

روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔ روزہ داروں کے لیے روزہ افطار کرنے تک فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ رمضان میں رات کو طلوع فجر تک کھانا پینا اور جماع مباح ہے حالانکہ پہلی امتوں میں سونے کے بعد یہ چیزیں حرام ہو جاتی تھیں۔ آغاز اسلام میں یہی حکم تھا اور بعد کو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

صوم وصال (یعنی افطار کیے بغیر اکٹھے دو روزے رکھنا) شریعت محمدیہ میں حرام ہے اور یہ روزہ پہلی شریعتوں میں مباح تھا۔

روزے کی حالت میں کلام کرنا مباح ہے حالانکہ پہلی شریعتوں میں حرام تھا اور نماز میں حکم اس کے برعکس ہے یعنی شریعت محمدیہ میں کلام جائز نہیں اور پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔

رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

سحری کھانا اور جلد روزہ افطار کرنا

(اسے ابن عربی نے "احوذی" میں بیان کیا۔)

لیلۃ القدر اُمّت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کا خاصہ ہے جیسے نووی نے شرح المہذب میں لکھا ہے۔

یوم عرفہ بھی خاصہ اُمّت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام ہے۔ اور اسے تو نووی نے شرح التعرف میں بیان کیا ہے۔

یوم عرفہ کے روزہ کو دو سالوں کا کفارہ بنایا گیا۔ کیونکہ وہ حضور کی سُنّت ہے اور یوم عاشورہ کے روزہ کو ایک سال کا کفارا بنایا گیا کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی سُنّت ہے۔

شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے دو نیکیاں ملتی ہیں کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا حکم ہے اور پہلے اس عمل پر ایک نیکی کا ثواب ملتا تھا کیونکہ وہ شرع تورات کا حکم تھا۔

چشمہ سے غسل کرنا، مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنا حضور کے خصائص میں سے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں قبریں لحد بنانے کا حکم ہے۔ جب کہ پہلی شریعتوں میں قبر کو شق کیا جاتا تھا۔ شریعت محمدیہ میں اونٹوں کو نحر کرنے کا حکم ہے۔ جب کہ پہلی شریعتوں میں ذبح کا حکم تھا۔ یہ مجاہد اور عکرمہ نے کہا ہے۔

بالوں کو خضاب لگانا اور پہلی اُمّتوں میں یہ جائز نہیں تھا۔

شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام داڑھی کو بڑھانے اور مونچھیں

کو گھٹانے کا حکم دیتی ہے۔ حالانکہ پہلی امتیں مونچھیں بڑھاتی اور داڑھی چھوٹی رکھتی تھیں۔

مغرب کو جلد اور فجر کو تاخیر سے پڑھنا۔

اشتمال صیام مکروہ ہے۔ صرف اکیلے جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے اور یہودی صرف عید کے دن روزہ رکھتے تھے۔

دس محرم کے روزہ کے ساتھ نو محرم کے روزہ کو ملانا شریعت محمدیہ کا حکم ہے پیشانی پر سجدہ کرنا اور پہلی امتیں ایک طرف پر سجدہ کرتی تھیں۔

نماز میں تمیل مکروہ ہے اور پہلی امتیں نماز میں تمیل کیا کرتی تھیں

نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے اور اسی طرح اختصار۔

نماز کے بعد دعا کے لیے کھڑے ہونا۔ دورانِ نماز امام کا قرآنِ حکیم سے دیکھ کر تلاوت کرنا۔ دوران نماز خیالات میں منہمک ہونا شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مکروہ ہے۔ شریعت محمدیہ نے عید کے دن نماز سے پہلے کھانے پینے کو جائز قرار دیا ہے۔ اور اہلِ کتاب عید کے دن نماز سے پہلے کچھ نہیں کھاتے تھے۔

جوتوں اور موزوں میں نماز پڑھنا خصائص شریعت محمدیہ میں سے ہے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ بنو اسرائیل کا امام جب قرآت کرتا تو وہ جواب دیتے تھے اور اللہ جل مجدہٗ نے اس چیز کو اُمت محمدیہ کے لیے ناپسند فرمایا اور فرمایا جب قرآن حکیم پڑھا جائے تو اس کو سنو اور خاموش ہو جاؤ۔

مستدرک میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک آدمی کو جو نماز میں بائیں بازو پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ یہودیوں کی نماز ہے۔

امت محمدیہ میں عورتوں کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت ہے اور بنی اسرائیل کی عورتوں کو اجازت نہیں تھی۔

پگڑیوں میں طرے رکھنا جو ملائکہ میں مروّج ہے اور پنڈلیوں کے وسط تک چادریں باندھنا بھی اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خواص میں سے ہے۔

شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں "سدل" کپڑے کو دونوں کندھوں سے لٹکانا، اطلس پہننا، قمیض کو درمیان سے باندھنا، کچھ بالوں کو تھوڑا اور باقی کو زیادہ کاٹنا مکروہ ہے۔

قمری مہینے، وقف، موت کے وقت تہائی مال کی وصیت اور نماز جنازہ جلدی ادا کرنا بھی امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے خاص ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت تمام اُمتوں سے بہتر ہے۔ دیگر امتیں ان کے سامنے پشیمان ہوں گی۔ لیکن یہ امت کسی غیر کے آگے پشیمان نہیں ہو گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے دو نام اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے مشتق فرمائے ہیں۔ خداوند کریم کے دو اسماء مبارکہ "السلام" اور المومن

سے حضور کی امت کے دو نام مسلم اور مومن مشتق ہوئے ہیں۔

دین محمدی کا نام اسلام ہے اور یہ وصف پہلے انبیاء علیہم السلام کا تھا امتوں کا نہیں، حضرت عبداللہ یزید انصاری فرماتے ہیں کہ اپنے لیے وہ نام اختیار کرو جو خداوند کریم نے تمہیں عطا فرمائے ہیں۔ حنفیت، اسلام اور ایمان،

امت مسلمہ سے وہ تمام بوجھ ہٹا دیئے گئے جو امم سابقہ پر تھے۔

اگر مال کی زکوٰۃ دے دیں تو مال جمع کرنا ان کے لیے مباح ہے اور بہت سی چیزیں جن کے متعلق پہلی شریعتوں میں سخت احکام تھے۔ وہ مسلمانوں کے لیے حلال کر دی گئی ہیں اور دین کے معاملہ میں ان پر کسی قسم کی تنگی نہیں رکھی گئی۔

امت مسلمہ کے لیے اونٹ، شترمرغ، وحشی گدھا بطخ، تمام قسم کی مچھلیاں، چربیاں، نہ بہنے والا خون جیسے جگر اور تلی اور رگیں حلال کی گئی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہمارے لیے دو مردے اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ مچھلی اور مکڑی (مردے) اور جگر اور تلی (خون)

مسلمانوں سے خطا اور بھول پر مواخذہ نہیں ہوگا۔

امت مسلمہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ سے وسوسہ نفس پر مواخذہ نہیں ہوگا جو آدمی برائی کا ارادہ کرے لیکن برائی نہ کرے اس کے نامہ اعمال میں بدی نہیں لکھی جائے گی بلکہ نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر برائی کا ارتکاب کریگا تو صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔

جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے اس کے نامہ اعمال میں دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھی جائیں گی۔

امت مسلمہ کو اس بات سے نجات دے دی گئی ہے کہ توبہ کے لیے انہیں قتل کیا جائے۔ جس چیز کو دیکھنا جائز نہیں اس چیز کو دیکھنے پر اُن کی آنکھیں نکال دی جائیں۔ نجاست والی جگہ کو کاٹ دیں، مال سے ایک چوتھائی بطور زکوٰۃ ادا کریں۔ اور یہ اس امتِ مرحومہ کی خصوصیات ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے اپنے بچوں کو عبادت کے لیے وقف کرنے، انہیں خصی کرنے اور رہبانیت اور سیاحت کا حکم منسوخ کر دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "کہ میری شریعت میں عورتوں اور گوشت کو ترک کرنے اور اپنے آپ کو عبادت گاہوں کے لیے وقف کرنے کا حکم نہیں ہے۔"

یہودیوں میں سے جو ہفتے کے دن کوئی کام کرتا اُسے سولی پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ لیکن ہمارے لیے جمعہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

پہلی قومیں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتی تھیں جب تک کہ نماز کے لیے وضو نہ کرلیں۔ اُن میں سے جو چوری کرتا اُسے غلام بنا لیا جاتا۔ جو خودکشی کرتا اس پر جنت حرام ہو جاتی تھی۔ جب کوئی اُن کا بادشاہ بنتا تو وہ انہیں غلام بنا لیتا۔ ان کے مال بادشاہ کی ملکیت تصور ہوتے جو چاہتا لے لیتا اور

جو چاہتا چھوڑ دیتا۔ لیکن خداوند کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کو ان سخت آزمائشوں میں مبتلا نہیں فرمایا۔

امتِ مسلمہ کو چار نکاحوں اور تین طلاقوں کا اختیار دیا گیا ہے۔

مسلمانوں کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ ملت سے باہر شادی کر سکتے ہیں۔ لونڈی کو نکاح میں لے سکتے ہیں۔ حائض بیوی سے میل جول رکھ سکتے ہیں۔ صرف وطی کی ممانعت ہے جس انداز میں چاہیں بیوی کے پاس جا سکتے ہیں۔

مسلمانوں کو اختیار حاصل ہے کہ چاہیں تو اپنے مقتول کا قصاص لیں اور چاہیں تو دیت۔

مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ ظالم کو ظلم سے باز رکھیں۔ حالانکہ بنی اسرائیل پر یہ فرض تھا کہ جب ایک شخص دوسرے پر ہاتھ اُٹھائے تو دوسرے کے لیے ضروری ہے۔ کہ وہ ظالم کو کچھ نہ کہے جہاں تک کہ وہ یا تو اسے قتل کر دے یا چھوڑ دے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی امت کے لیے یہ چیزیں حرام ہیں۔

ستر کا کھولنا، مردوں پر گریہ زاری کرنا، تصویر، شراب پینا، لعب ولعب کے آلات بہن سے نکاح کرنا، سونے اور چاندی کے برتن، ریشم، مردوں کے لیے سونے کے زیور پہننا، غیر خدا کو سجدہ کرنا،

ہمارا سلام، السّلام علیکم ہے اور پہلی امتوں کا یہ سلام نہیں تھا۔

مسلمانوں کا اجماع حجت ہے، اُنکا اختلاف رحمت ہے (پہلی امتوں کا اختلاف عذاب ہوتا تھا) طاعون مسلمانوں کے لیے باعثِ رحمت ہے اور پہلی امتوں کے لیے عذاب تھا۔

مسلمان جو دعا کرتے ہیں قبول ہوتی ہے۔ پہلی اور آخری کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔ بیت حرام کا حج کرتے ہیں اور ہمیشہ اس سے دور نہیں رہتے۔ وضو سے مسلمانوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نفلی نماز اُن کے لیے باقی رہتی ہے۔ وہ اپنے صدقات کھاتے ہیں اور اس پر انہیں ثواب بھی ملتا ہے۔

مسلمانوں کو اعمال کا ثواب دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی انہیں ان اعمال کا ثواب ملے گا۔

مسلمان جب پہاڑوں پر چلتے ہیں یا درختوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں مسلمانوں کے تقدس اور تسبیح کی وجہ سے۔

مسلمانوں کے اعمال اور روحوں کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور فرشتے انہیں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ خداوندکریم اور فرشتے اُن پر سلام بھیجتے ہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے امتِ محمدیہ پر خصوصی کرم فرمایا ہے اور ان پر اس طرح درود بھیجا ہے جیسے خداوندکریم انبیاء پر درود بھیجتا ہے۔ جیسے کہ قرآن حکیم میں فرمایا ھوالذی یصلی

علیکم وملائکتہ۔

یہ امت مسلمہ کا خاصہ ہے کہ ان کی رُوح اپنے بستروں پر قبض کی جاتی ہے لیکن بارگاہِ خداوندی میں وہ شہید لکھے جاتے ہیں اُن کے آگے دسترخوان رکھا جاتا ہے اور اسے اٹھانے سے پہلے اُن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ایک مسلمان کپڑا پہنتا ہے اور اُسے اتارنے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے،

اُن کے صدیقین تمام صدیقین سے افضل ہیں۔

وہ عالم اور حکیم ہیں قریب تھا کہ وہ اپنی عقل وفہم کی بنا پر سب ہی نبی ہوتے۔

مسلمانوں کے لیے باہم جھگڑا مکروہ قرار دیا گیا ہے۔
مسلمانوں کو اس بات سے محفوظ رکھا گیا ہے کہ ساری اُمّت گمراہی پر
متفق ہو جائے۔ اہل باطل اہل حق پر غالب آجائیں۔ اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلّم ان کے لیے بد دعا فرمائیں اور وہ ہلاک ہو جائیں۔
امت مسلمہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام سے نفس کے وسوسہ پر مواخذہ
نہیں ہو گا۔
مسلمان خدا کے معاملہ میں کسی لعن طعن کرنے والے کا اثر قبول نہیں
کرتے۔
مسلمانوں کے لیے نہایت رحم دل اور کافروں کے لیے نہایت سخت
ہیں۔ ان کو نماز پڑھنے اور خدا کی راہ میں خون بہانے سے خدا کا قرب
حاصل ہوتا ہے۔ استغفار سے ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ندامت
اُن کے حق میں توبہ کا حکم رکھتی ہے۔ رزین کہتے ہیں۔
روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُمّت
محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کو چار ایسے اعزاز عطا فرمائے ہیں۔ جو
مجھے بھی عطا نہیں ہوئے تھے۔ میری توبہ مکہ کے ساتھ خاص تھی۔ اور ایک
مسلمان ہر جگہ توبہ کر سکتا ہے۔ جب مجھ سے خطا سرزد ہوئی تو میرے کپڑے
سلب کر لیے گئے لیکن ان کے کپڑے گناہ کی وجہ سے نہیں اتارے جاتے
میرے اور میری بیوی کے درمیان فرقت ڈال دی گئی اور مجھے جنّت سے
نکال دیا گیا۔

۔ اور فرمایا کہ بنو اسرائیل میں سے کوئی شخص جب گناہ کرتا تو اس کے لیے حلال کھانے بھی حرام ہو جاتے۔ اور اس کا گناہ اس کے گھر کے دروازے پر لکھ دیا جاتا۔

مسلمانوں سے وعدہ فرمایا گیا ہے کہ وہ بھوک سے نہیں مریں گے۔ نہ اپنوں کے علاوہ کسی دشمن کے ہاتھوں ہلاک ہوں گے۔ جو انہیں تباہ و برباد کر دے۔ اور نہ ہی وہ خوف سے ہلاک ہوں گے۔

انہیں اس قسم کے عذاب میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔ جس میں پہلی قومیں مبتلا کی گئیں۔

مسلمانوں میں سے دو شخص کسی کے متعلق اچھی شہادت دیں گے تو اس پر جنّت واجب ہو جائے گی اور پہلی امتوں سے سو آدمیوں کی گواہی پر جنّت واجب ہو گی۔

مسلمانوں کے اعمال اور عمریں دیگر امتوں کی نسبت کم ہیں۔ لیکن اجر میں مسلمان دیگر امتوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔

پہلی امتوں سے کوئی شخص اگر امت مسلمہ سے تیس گنا زیادہ عبادت گزار ہو تو مسلمان اس سے تیس گنا بہتر ہیں۔

مسلمانوں کو مصیبت کے وقت کی نماز، رحمت، ہدایت اور اوّل و آخر کا علم عطا کیا گیا ہے۔

مسلمانوں کے لیے ہر شے کے خزانے کھول دیئے گئے ہیں پہلی

تک کہ علم کے بھی۔

مسلمانوں کو اسناد، حسب ونسب، اعراب، تصنیف کتب اور اپنے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی حفاظت کا ملکہ عطا فرمایا گیا ہے۔ ابو علی جبائیؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو تین چیزوں کے ساتھ خاص فرمایا جو پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئی تھیں۔ اور وہ ہیں اسناد، انساب اور اعراب۔

ابن عربی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں اس اُمت سے پہلے کسی اُمت کو تصنیف و تحقیق کا ملکہ عطا نہیں ہوا تھا۔ قرافی "شرح المحصول" میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کو مختصر عمر میں علم کا اتنا خزانہ حاصل ہو جاتا ہے جو گزشتہ امتوں میں طویل عمر میں بھی حاصل نہیں ہوتا تھا۔ اور فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے اس اُمت کے مجتہدین نے استنباط مسائل اور علوم و معارف میں اتنا خزانہ چھوڑا ہے جس کے مقابلہ میں اُن کی عمریں بہت کم تھیں۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو "حفظ" کی وہ دولت عطا کی ہے جو پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئی تھی۔ یہ امت کی خصوصیت بھی ہے اور اُن کے لیے اعزاز بھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ میری امت کا ایک گروہ قیامت تک حق پر ثابت قدم رہے گا اور زمین ایسے مجتہد سے خالی نہیں ہو گی جو اللہ تعالیٰ کی حجت کو قائم کرے گا حتیٰ کہ قیامت کبریٰ آجائے۔

اور اللہ تعالیٰ اس اُمّت میں ہر سو سال بعد ایک ایسی ہستی کو بھیجتا رہے گا جو امورِ دین کی تجدید کرے حتیٰ کہ آخری سو سال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔ اور اُن میں قطب ہونگے، اوتاد ہونگے، نجبا۔ اور ابدال ہونگے اسے قونوی نے شرح التعرف میں بیان کیا ہے۔

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام میں ایک ایسی ہستی بھی ہو گی جو نماز میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی امامت فرمائیں گے اور ایک وہ ہوں گے جو اپنی تسبیح کی وجہ سے فرشتوں کی طرح کھانے پینے سے بے نیاز ہونگے مسلمان دجال سے جنگ کریں گے۔ اُن کے علماء بنی اسرائیل کے انبیا کی مثل ہوں گے۔ فرشتے آسمانوں پر اُن کی اذانوں اور تلبیوں کی آواز سنیں گے۔ ان کی راتیں ہر حال میں خداوند کریم کی حمد کرتے ہُوئے گزریں گی۔ وہ ہر بلند مقام پر خدا کی تکبیر کہیں گے۔ اور ہر پستی کے وقت اس کی تسبیح کرینگے وہ کام کرنے سے پہلے انشاء اللہ کہیں گے۔

وہ جب غصہ میں ہونگے کلمۂ توحید پڑھیں گے۔ جب ان میں اختلاف پیدا ہو گا سجدے میں گِر جائیں گے۔ جب کِسی کام کا ارادہ کریں گے۔ تو پہلے خداوند کریم سے استخارہ کریں گے اور پھر اس کام کو شروع کریں گے۔ جب کِسی سواری کی پیٹھ پر بیٹھیں گے تو خداوند کریم کی حمد کریں گے۔ قرآن ان کے سینے میں محفوظ ہو گا۔ جو اُن میں سے سابقون الاوّلون کے زمرے میں ہیں وہ سابق ہی ہیں۔ وہ بغیر حساب کے جنّت میں

داخل ہوں گے۔

جو ان میں سے میانہ رو ہیں وہ نجات یافتہ ہیں ان سے بہت آساں حساب لیا جائے گا۔ اور اُن میں سے ظالموں کو بھی بخش دیا جائے گا اُن میں سے ہر ایک رحمتِ خداوندی کے سایہ میں ہے۔

وہ مختلف رنگوں کے کپڑے پہنیں گے۔ نماز کے لیے سورج کی رعایت کرینگے وہ اُمتِ وسط ہے۔ نیز کیہ خداوندی سے سب عادل ہیں جب وہ جنگ کرتے ہیں تو فرشتے اُن کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے ہیں۔

اُن پر وہ چیزیں فرض کی گئی ہیں جو انبیاء کرام پر فرض کی گئی تھیں مثلاً وضو، غسل جنابت، حج، جہاد۔

انہیں وہ نوافل ادا کیے گئے ہیں جو پہلے انبیاء کرام کو ہی عطا ہوتے تھے۔

دوسروں کے بارے میں خداوند کریم نے ارشاد فرمایا "قوم موسیٰ ایک گروہ ہے جو حق سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور اسی پر ثابت قدم رہتے ہیں۔

اور اِن کے متعلق فرمایا ہماری مخلوق میں ایک قوم ایسی ہے۔ جو حق سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور اسی پر ثابت قدم رہتے ہیں۔

اُمتِ مسلمہ کو قرآن حکیم میں "اے ایمان والو" کہہ کر پکارا گیا اور دوسری امتوں کو کتابوں میں اے مسکینو کہہ کر پکارا گیا اور ان دونوں خطابوں میں

کتنا فرق ہے۔

وِثمیری شرح منہاج میں رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے فرمایا فاذکرونی اذکرکم یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اُسے بلا واسطہ یاد کریں۔ اور بنی اسرائیل سے اپنے اس قول سے خطاب فرمایا کہ تم میری نعمت کو یاد کرو کیونکہ وہ نشانیوں سے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتے اس لیے انہیں حکم دیا گیا کہ وہ نعمتوں کو یاد کریں تاکہ اس کے ذریعے منعم کے ذکر تک پہنچ سکیں؛

زرکشی "خادم" میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام اخلاق اور معجزات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی میں جمع تھے وہ تمام حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمت میں تقسیم ہو گئے یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم خود معصوم تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی امت کا اجماع معصوم ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ جب حضور نے اسرار اُمت کو منتقل کر دیئے اور آپ کو موت اور حیات کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے موت کو اختیار فرمایا۔ اور چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اختیار عطا نہیں ہُوا تھا اس لیے ملک الموت جب رُوح قبض کرنے کے لیے حاضر ہُوئے تو ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے تھپڑ دے مارا۔

اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والتسلیم کے غلاموں اور لونڈیوں کی تعداد دوسری امتوں کی نسبت زیادہ ہو گی۔

تفسیر ابن ابی حاتم میں عکرمہ سے روایت ہے پہلے کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں مختلف نسلوں کے لوگ شامل ہوئے ہوں، یہ شرف اسی عالمگیر اُمت کو حاصل ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب آیت والسابقون الاوّلون من المھٰجرین الآیۃ نازل ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ یہ بشارت یعنی رضائے خداوندی میری ساری اُمّت کے لیے ہے اور خدا کی خوشنودی کے بعد ناراضگی نہیں۔

معاویہ کہتے ہیں کہ اس امت کے علاوہ کسی امت میں جب کبھی باہم اختلاف ہُوا تو ان کے باطل پرستوں نے حق پرستوں کو تکلیف دی لیکن اس امت کی شان دوسری ہے۔

جزدلی کی شرح الرسالہ میں ہے کہتے ہیں کہ اہلِ قبلہ کا نام اُمتِ محمّدیہ کے لیے خاص ہے۔ سنن ابی داؤد کی ایک حدیث ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس امت کے خلاف دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا ایک ان کی اپنی تلوار اور ایک ان کے دشمن کی تلوار۔

ابن مسعود فرماتے ہیں اس اُمت میں کپڑے اتارنا، حد کے وقت بھگانا کینہ اور رذالت حلال نہیں۔

یعنی نہ اُن کے کپڑے اتارے جائیں گے اور نہ اُن کو دوڑایا جائے گا بلکہ اُن پر اس صورت میں حد نافذ ہوگی کہ وہ کپڑے پہن کر بیٹھے ہونگے۔

حدیث شریف میں ہے کہ کوئی مِلّت وارث نہیں بنتی اور نہ ہی کسی اُمّت کی کسی دوسری اُمّت پر گواہی معتبر ہے سوائے اُمّتِ محمدیّہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کیونکہ اس اُمّت کی گواہی دوسری اُمّتوں پر معتبر ہوگی۔

امام جوزی فرماتے ہیں شریعتوں کی ابتدا تخفیف پر تھی اور حضرت نُوح صالح اور ابراہیم علیہم السّلام کی شریعتوں میں شِدّت کے آثار نہیں تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی شریعتوں میں سختی تھی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت نازل ہوئی جس نے اہل کتاب کی شِدّت کو منسوخ کیا اور پہلی شریعتوں کی آسانیوں کو بھی اپنے حال پر نہ رہنے دیا۔ بلکہ اس شریعت میں میانہ روی عروج پر ہے۔

تیسری فصل

ان خصائص کے بیان میں جو آخرت میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ مختص ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ آپؐ سب سے پہلے اپنے مرقدِ پُرانوار سے باہر تشریف لائیں گے۔ "صعقہ" سے افاقہ کا آغاز آپؐ ہی کی ذات سے ہوگا۔ میدانِ محشر میں سواری کے لئے آپؐ کو براق پیش کیا جائے گا اور ستّر ہزار فرشتے آپؐ کی معیت میں ہوں گے۔ میدانِ محشر میں آپؐ کا اسمِ گرامی لے کر آپؐ کی آمد کا اعلان کیا جائے گا۔ جنت کا بہترین لباس آپؐ کو پہنایا جائے گا آپ عرشِ اعظم کے دائیں جانب مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے۔ اس دن لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) آپؐ کے ہاتھ میں ہوگا۔ حضرت آدمؑ اور دیگر جملہ انبیاء کرام علیہم السلام آپؐ کے جھنڈے کے سائے میں ہوں گے۔ اس دن آپؐ ہی تمام انبیاء کے پیشوا، قائد اور خطیب ہوں گے۔ سب سے پہلے آپؐ کو ہی خدائے ذوالجلال کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ آپؐ ہی سب سے پہلے اپنا سرِ مبارک اٹھائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ شفاعت کی ابتداء آپؐ فرمائیں گے اور آپؐ ہی کی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ شان مرحمت فرمائی ہے کہ جب تمام لوگ اپنے اپنے درجات کی بلندی کے بارے میں سوال کریں گے اس وقت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسروں کے متعلق سوال فرمائیں گے۔ جس طرح کہ امام جوزی نے اس امر سمیت تمام مذکورہ بالا کمالات کو حضورؐ کی خصوصیت بیان کیا ہے۔ متذکرہ بالا خصائص کے بارے میں حضورؐ کی احادیث وارد ہیں۔ قاضی عیاض اور ابن دحیہ نے بھی ان کی تصریح کی ہے۔ حضورؐ اپنے تمام امتیوں کو جہنم سے نکالنے سے متعلق شفاعت فرماتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی جہنم میں باقی نہیں رہے گا۔ سُبکی نے ذکر کیا ہے کہ آپؐ مسلمان صلحاء کی بھی شفاعت فرمائیں گے تاکہ طاعات میں ان سے جو کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں اُن سے درگزر فرمایا جائے اسے قزوینی نے العروۃ الوثقیٰ میں بیان کیا ہے۔

موقف میں جن کا حساب ہو رہا ہو گا آپ ان کے لیے تخفیف حساب کی شفاعت فرمائیں گے۔

آپ مشرکین کے بچوں کے لیے شفاعت فرمائیں گے کہ اُن کو عذاب نہ دیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ آپ کے اہلبیت سے کوئی شخص دوزخ میں داخل نہ ہو تو خداوند کریم نے اپنے حبیب کی یہ دعا قبول فرمائی تھی۔

آپ سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کے ہر بال اور چہرے میں ایک نور عطا کیا گیا تھا حالانکہ دیگر انبیاء کرام کو صرف دو نور عطا کیے گئے تھے۔

پل صراط سے گزرنے کے منتظر ہجوم کو حکم ہوگا کہ آنکھیں بند کرلیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی پل صراط عبور کرلیں۔

آپ سب سے پہلے جنّت کے دروازہ پر دستک دیں گے۔ سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوں گے اور آپ کے بعد آپ کی صاحبزادی رضی اللہ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو حوضِ کوثر عطا ہوگا۔ تمام انبیاء کرام کو حوض عطا ہوں گے لیکن حضور کا حوض سب سے وسیع ہوگا۔ اور اس سے سیراب ہونے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔

آپ کو وسیلہ کا درجہ عطا ہوگا۔ اور یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ عبدالجلیل قصری کہتے ہیں جو وسیلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ خاص ہوگا۔ اِس سے مراد توسل ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم خداوند کریم کی نعمتوں کا ذریعہ اور واسطہ ہوں گے۔ اور یہ اس لیے کہ حضور جنّت میں بلا تمثیل ربِّ کائنات کے وزیر کی حیثیت میں ہوں گے۔ اور جس کسی کو جو چیز بھی ملے گی۔ آپ کے وسیلہ ہی سے ملے گی۔

آپ کے منبر کے پائے جنّت میں گڑے ہونگے۔ آپ کا منبر جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہوگا۔

آپ کے منبر شریف اور روضہ مبارکہ کا درمیانی حصّہ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچا دینے پر

کوئی گواہ طلب نہیں کیا جائے گا جب کہ تمام انبیاء کرام علیہم السّلام سے تبلیغ حق پر گواہ طلب کیے جائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے تعلق اور نسب کے علاوہ تمام تعلق اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت آپ کی طرف منسوب کی جائے گی اور دیگر انبیاء علیہم السّلام کی امتیں ان کی طرف منسوب نہیں کی جائیں گی۔

اور بعض کہتے ہیں کہ قیامت کے دن صرف آپ کی نسبت فائدہ پہنچائے گی اور کسی دوسرے نسب سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

حضرت آدم کی تعظیم و تکریم کے لیے روزِ قیامت حضرت آدم علیہ السّلام کی کنیت تمام اولادِ آدم سے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے اسمِ گرامی پر ہو گی اور انہیں ابُو محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کہہ کر پکارا جائے گا۔

احادیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دِن اہلِ فترت کا امتحان ہو گا اور جس نے اطاعت اختیار کی وہ جنّت میں داخل ہو گا اور جس نے نافرمانی کی وہ دوزخ میں داخل ہو گا۔

بعض کہتے ہیں کہ حضور علیہ السّلام کے اہلِ بیت کا اس امتحان میں اطاعت اختیار کرنے کا گمان ہے۔ کیونکہ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے تقرّب حاصِل ہے۔

روایت ہے کہ جنّت کے درجے قرآن حکیم کی آیات کے برابر ہیں۔
ایک جنتی کو کہا جائے گا کہ قرآن کریم کی تلاوت کرو اور اوپر چڑھو تو اس جنتی کا درجہ اس آخری آیت کے برابر ہو گا جسے وہ تلاوت کرے گا۔ دوسری کسی کتاب کا یہ مقام نہیں ہے۔ اور اس روایت سے حضور کی یہ خصوصیت بھی مستنبط ہوتی ہے۔ کہ جنّت میں صرف حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی کتاب یعنی قرآن حکیم کی تلاوت ہو گی۔ اور جنّت میں صرف آپ کی زبان بولی جائے گی۔

ابنِ ابی حاتم کی تفسیر میں سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ مقام محمود سے مراد یہ ہے کہ حضور کا مقام قیامت کے دن خداوند کریم اور جبرائیل علیہ السّلام کے درمیان ہو گا اور حضور اکرم کے اس مقام پر تمام لوگ رشک کریں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ سب سے پہلے جنّت کے دروازے پر دستک دیں گے۔ خازن اُٹھیں گے اور کہیں گے کون! تو حضور علیہ السلام فرمائیں گے میں محمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم) تو خازن کہے گا میں اٹھتا ہوں اور آپ کے لیے دروازہ کھولتا ہوں۔ آپ سے پہلے نہ کسی کے لیے اُٹھا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کے لیے اٹھوں گا۔

چوتھی فصل

آخرت میں امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خصائص۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی یہ خصوصیت ہے کہ

تمام امتوں سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی امت سے زمین شق ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کے چہرے آثارِ وضو کی وجہ سے روشن ہوں گے۔ اور اُن کے ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے۔ اور وہ موقف میں بلند مقام پر ہوں گے۔ انہیں نبیوں کی طرح دو نور حاصل ہونگے اور باقی انبیاء کی امتوں کو صرف ایک نور حاصل ہوگا۔

سجدہ کے اثر کی وجہ سے ان کے چہروں پر نشانی ہوگی اور ان کی اولاد ان کے آگے آگے دوڑ رہی ہوگی۔ ان کے اعمال نامے ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور وہ پل صراط سے بجلی اور ہوا کی طرح گزر جائیں گے۔ ان کے نیکوکار بدکاروں کی شفاعت کریں گے۔ انہیں دنیا اور برزخ میں عذاب دیا جائے گا تاکہ ان کے عذاب میں کمی ہو۔

وہ قبروں میں گناہ لیے داخل ہوں گے اور قبروں سے اُٹھتے وقت بے گناہ ہوں گے۔ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اُن کے گناہ معاف کر دیئے جائینگے۔

انہیں وہ کچھ ملے گا جس کی وہ کوشش کریں گے یا جو ان کے لیے کوشش کی جائے گی۔ اور پہلی امتوں کو وہی کچھ ملا جس کے لیے

انہوں نے خود کوشش کی۔ یہ عکرمہ نے کہا۔

تمام مخلوقات سے پہلے اُن کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ان کی غیر شعوری طور پر کی ہوئی غلطیاں معاف کر دی جائیں گی۔ ان کے اعمال کا وزن سب سے زیادہ ہوگا۔

انہیں عادل حاکموں کا مرتبہ حاصل ہوگا۔ اور وہ لوگوں پر گواہی دیں گے۔ کہ ان کے انبیاء نے ان تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ اُن میں سے ہر ایک کو یہودی یا نصرانی عطا کیا جائے گا۔ اور اسے کہا جائے گا اسے مسلمان اسے آگ سے چھڑا کر تجھ پر فدا کیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت تمام امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔

اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ جن میں سے اسی صفیں اس امتِ مرحومہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ہونگی اور چالیس صفیں باقی امتوں کی ہوں گی۔

اہل سنت وجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پہ تجلی فرمائے گا۔ اور وہ اس کے دیدار کی لذتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اور اسے سجدہ کریں گے۔ ابن ابی حمزہ کے نزدیک باقی امتوں کے سلسلے میں دونوں احتمال موجود ہیں۔ کہ انہیں رب ذوالجلال کا دیدار حاصل ہوگا یا نہیں۔

فوائد قاضی ابی الخیر المہتدی میں حضرت ابن عمر کی یہ مرفوع حدیث

مروی ہے کہ ہر اُمّت میں سے کچھ لوگ جنّت میں جائیں گے۔ اور کچھ دوزخ میں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ساری اُمّت جنّت میں جائے گی۔

الباب الثانی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ خصائص جن میں آپ اپنی امت سے ممتاز ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جن میں آپ کے ساتھ دیگر انبیاء کی شرکت کا علم ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جن میں ان کی شرکت کا علم نہیں۔ اس کی چار فصلیں ہیں۔

پہلی فصل

واجبات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔ اور اس خصوصیت میں حکمت یہ ہے۔ کہ ان واجبات کے ذریعے آپ کے تقرب اور درجات میں ترقی اور اضافہ ہو۔

مندرجہ ذیل چیزیں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہیں۔

صلوٰۃ چاشت، وتر، تہجد، یعنی رات کی نماز، مسواک کرنا، قربانی دینا مشاورت (القول صحیح)

فجر کی دو رکعتیں (جیسے کہ مستدرک وغیرہ میں موجود حدیث میں مروی ہے۔

جمعہ کا غسل (ایک حدیث کے مطابق)

زوال کے وقت چار رکعتیں پڑھنا۔ حضرت سعید ابن مسیبؓ سے مروی ہے۔

ہر نماز سے پہلے وضو کرنا۔ (بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا)

جب بھی حدث لاحق ہو اسی وقت وضو کرنا اور وضو کے بغیر نہ کسی سے کلام کرنا اور نہ سلام کا جواب دینا۔ (بعد میں یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا)

تلاوتِ قرآن کریم سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنا۔

دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جانا خواہ ان کی تعداد زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

جب جنگ میں کسی شخص سے نبرد آزما ہوں تو اسے قتل کیے بغیر اس سے علیحدہ نہ ہونا۔

منکر (ناپسندیدہ کام) کو بدل دینا

اور ان دونوں امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کئی لحاظ سے ہے۔

(ا) ایک تو یہ کہ یہ چیزیں (دشمن کا مقابلہ اور ناپسندیدہ چیز کا خاتمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرض عین ہیں اور باقی لوگوں کے حق میں فرض کفایہ۔

اسے جرجانی نے شافی میں بیان کیا ہے۔

(ب) آپ کے لیے ناپسندیدگی کا اظہار واجب ہے۔ اور باقی امت کے لیے واجب نہیں۔

(ج) خوف کی وجہ سے یہ فریضہ آپ سے ساقط نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ لوگوں سے محفوظ رہنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(یہ روضہ میں مذکور ہے)

(د) یہ حکم آپ سے اس صورت میں بھی ساقط نہیں ہوتا جب بدی کے مرتکب کا بدی سے منع کرنے پر بدی میں بڑھ جانے کا خدشہ ہو۔ (اور یہ اس لیے تاکہ آپ کے خاموش رہنے سے اس کے مباح ہونے کا گماں نہ گزرے بخلاف تمام امت کے اسے جوزی نے بیان کیا ہے۔

بقول صحیح مسلمانوں میں سے جو شخص تنگدستی کے عالم میں فوت ہو جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے قرض کی ادائیگی واجب ہے۔

صحیح قول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب ہے۔ کہ وہ چاہیں تو آپ سے علیحدہ ہو جائیں اور چاہیں تو آپ کے ساتھ رہیں۔

ایک قول کے مطابق اگر وہ آپ کا ساتھ اختیار کریں تو انہیں ساتھ رکھنا بھی آپ پہ واجب ہے۔

ازواجِ مطہرات کی موجودگی میں دوسری عورتوں سے نکاح کو ترک کرنا اور ازواجِ مطہرات کے بدلے میں دوسری عورتوں کو نکاح میں نہ لینا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا تاکہ ازواجِ مطہرات پر یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہو کہ آپ نے ان پہ نہ کسی دوسری عورت سے نکاح کیا اور نہ ان کے بدلے کسی دوسری عورت کو نکاح میں لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر واجب ہے کہ جب کوئی حیران کن چیز دیکھیں تو یہ کلمات کہیں۔ لَبَّیْكَ ۔ اِنَّ العیش عیش الاٰخرہ ۔ میں حاضر ہوں بیشک زندگی آخرت کی زندگی ہی ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے کہ آپ کامل اور مکمل نماز ادا کریں اس میں کسی قسم کا خلل نہ ہو

اسے ماوردی وغیرہ نے بیان کیا ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر واجب ہے ۔ کہ جس نفلی عبادت کو شروع کریں اسے مکمل فرمائیں (اسے روضہ میں بیان کیا گیا ہے)

آپ پر واجب ہے کہ احسن طریقے سے جواب دیں اور مدافعت کریں۔

آپ کو اکیلے اتنے علم کا مکلّف بنایا گیا ہے ۔ جتنے علم کا مکلّف مجموعی طور پر تمام انسانوں کو بنایا گیا ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم لوگوں سے میل جول اور گفتگو کے وقت بھی مشاہدۂ حق سے فیضیاب ہوتے تھے ۔

ان تینوں امور کو ابن سبع نے اور ابن القاص نے تلخیص میں بیان کیا ہے ۔ اور ابو سعید شرف المصطفیٰ میں فرماتے ہیں ۔ آپ کو اکیلے اتنے عمل کا مکلّف بنایا گیا جتنے عمل کا مکلف تمام لوگوں کو بنایا گیا ۔ اور ان دونوں امور میں فرق ہے ۔

آپ حالتِ وحی میں دنیا سے علیحدہ کر لیے جاتے تھے ۔ اس کے باوجود

نماز، روزہ اور دیگر احکام آپ سے ساقط نہیں ہوتے تھے۔ اسے ابن القاصی اور قفال سے زوائد الروضہ میں تحریر کیا گیا ہے۔ اور ابن سبع نے اس پر یقین کیا ہے۔

آپ کے قلب مبارک پہ خواہش کا اثر ظاہر ہوتا تو آپ ستر مرتبہ استغفار کرتے۔ اسے ابن القاص نے بیان کیا ہے۔ ابن الملقن نے اسے خصائص میں نقل کیا ہے۔ شرف المصطفیٰ میں ابو سعید کی عبارت یوں ہے۔ " جو چیزیں آپ واجب ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ہر روز ستر مرتبہ استغفار کریں۔ یہ چیز بھی آپ کے خصائص میں شمار کی گئی ہے کہ عصر کے بعد دو رکعتیں بھی آپ پر واجب تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام نوافل فرض کا درجہ رکھتے تھے۔ کیونکہ نفل تو نماز میں نقصان کی تلافی کے لیے ہوتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں نقص و عیب ہوتا ہی نہیں تھا کہ اسے پورا کیا جائے۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کو ہر روز و شب میں پانچ نمازوں میں سے ہر نماز کے عوض پچاس نمازوں کا ثواب ملے گا۔ جیسے کہ شبِ معراج سے متعلقہ احادیث میں مذکور ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے کہ آپ اگر نماز کے اوقات میں کسی سونے والے کے پاس سے گزریں تو اسے جگائیں۔ اور یہ حکم قرآن حکیم کی اس آیات سے ماخوذ ہے۔ بلایئے اپنے رب کے راستہ کی طرف

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر عقیقہ، تحفے کا بدلہ دینا، کافروں پر سختی کرنا، مومنوں کو جنگ پر ابھارنا واجب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر توکل واجب ہے۔

مسلمانوں میں سے جو تنگدستی کی حالت میں مرجاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے بچوں کو کھلایا کرتے تھے۔

اگر کوئی شخص تنگدست ہوتا اور اس کے ذمہ کوئی ہرجانہ یا کفارہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اس کی طرف سے ادا فرماتے تھے۔

ناپسندیدہ امور پر صبر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر واجب تھا۔ صبح و شام یادِ خداوندی میں مصروف رہنے والوں کے ساتھ اپنے دل کو صابر رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر واجب تھا۔

نرمی کرنا، سختی کو ترک کرنا۔ آپ پر جو کچھ نازل ہُوا اسے لوگوں تک پہنچانا۔ لوگوں کے ساتھ اس انداز سے گفتگو کرنا کہ وہ سمجھ جائیں۔ جو اپنے مال کا صدقہ ادا کرے۔ اس کے لیے دعا کرنا۔

یہ سب چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر واجب تھیں۔

اور کہا گیا ہے کہ ہر وہ کام جو تقرب الی اللہ کا باعث بن سکے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر اس کو واجب تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر یہ واجب تھا کہ اگر کوئی وعدہ کریں تو ان شاء اللہ کہیں اور کسی کام کو کل پر ملتوی کرنے کا اعلان فرمائیں تو اس وقت بھی

انشاءاللہ کہیں (اسے رزین نے بیان کیا ہے)

ابن سعد کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر مسلمانوں کے اموال کی حفاظت واجب تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں امامت اذان سے افضل تھی۔ جرجانی کے قول کے مطابق کیونکہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے سہو اور غلطی کا امکان نہیں۔ (اور یہ قول محلِ اختلاف ہے)

بعض حنفی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ مبارکہ میں نمازِ جنازہ کا فرض اس وقت تک ادا نہیں ہوتا تھا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نمازِ جنازہ ادا نہ فرما لیتے۔ اس کی تاویل یہ کی گئی ہے کہ نمازِ جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں فرض عین ہے جب کہ دوسرے لوگوں کے حق میں یہ فرض کفایہ تھا۔

دوسری فصل

وہ محرمات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔

زکوٰۃ، صدقہ اور کفارہ کا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حرام ہے اور زکوٰۃ کا مال آپ کے اہل بیت پر بھی حرام ہے اور بعض کے نزدیک اہلبیت پر صدقہ بھی حرام ہے۔ اور اسی پر مالکیوں کا فتوٰی ہے۔ اور بقول صحیح زکوٰۃ آپ کے اہلبیت کے موالی کے لیے بھی حرام ہے۔ اور آپ کی ازواج مطہرات پر یہ چیزیں بالاجماع حرام ہیں۔

اسے ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے۔

نذر کا مال کھانا بھی آپ کے لیے حرام ہے یہ بلقینی کا قول ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کسی چیز کا وقف کیا جانا حرام ہے کیونکہ وقف نفلی صدقہ ہے اور "الجواہر المقولی" میں ہے کہ نفلی صدقہ آپ پر حرام ہے برخلاف عام لوگوں کے جیسے مساجد اور کنوؤں کا پانی وغیرہ۔

صحیح قول یہ ہے کہ آل نبی کا زکوٰۃ پر عامل بننا بھی حرام ہے۔

نذر اور کفارہ کا مال اہلبیت کے لیے حرام ہے۔

وہ چیز جس کی "بو بری ہو" اسے کھانا بھی آپ پر حرام ہے۔

سہارا لے کر کھانا بھی آپ پر حرام ہے (ایک قول کے مطابق) اور الروضہ میں صحیح قول یہ ہے کہ یہ دونوں مذکورہ بالا امور مکروہ ہیں۔ یہ ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں کہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھنا، شعر کہنا اور شعر کی روایت کرنا اور کتاب سے پڑھنا حرام تھا۔

بغوی تہذیب میں لکھتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت اچھا لکھ سکتے تھے لیکن لکھتے نہیں تھے۔ آپ اچھا شعر کہہ سکتے تھے لیکن کہتے نہیں تھے۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ آپ نہ اچھا لکھتے تھے اور نہ اچھا شعر کہتے تھے۔ بلکہ آپ اچھے اور برے شعر میں تمیز کر سکتے تھے۔

زرہ پہن لینے کے بعد جنگ کرنے سے پہلے اسے اتار دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام تھا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کے دشمن کے درمیان فیصلہ فرما دے اور دیگر انبیاء کا بھی یہی حکم ہے۔ ابن سعد اور ابن سراقہ کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کے لیے نکلتے تو واپس نہیں لوٹتے تھے۔ دشمن سے مقابلہ میں شکست نہیں کھاتے تھے خواہ دشمن کی تعداد زیادہ ہی کیوں نہ ہوتی۔

یہ بات بھی حضور صلی اللہ علیہ پر حرام تھی کہ آپ اس خیال سے کسی پر احسان کریں کہ وہ بدلے میں آپ کو زیادہ دے گا۔

خائنۃ الاعین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں حرام ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مباح کام کی طرف ایسے اشارہ کرنا جو ظاہر کے خلاف ہو جیسے کسی کو مارنے یا قتل کرنے کا اشارہ کرنا۔ کیونکہ مباح دنیوی زیب و زینت اور وہ مال و متاع جن سے لوگ بہرہ ور ہیں ان کی طرف متوجہ ہونا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم تھا۔

قتل اور ضرب کی صورت میں دوسرے لوگوں کے لیے اشارہ کرنا مباح ہے لیکن دوسرے انبیاء کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر حرام ہے۔ جنگ میں دھوکا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر حرام تھا جیسا کہ ابن القصاص نے بیان کیا ہے۔ لیکن جمہور علماء نے اس کی مخالفت کی ہے۔ جس پر قرض ہو اس کا نمازِ جنازہ پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام تھا۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

جو عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی رفاقت ناپسند کرتی ہو اُسے اپنے پاس رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر حرام ہے اور ایک قول کے مطابق وہ ہمیشہ کے لیے آپ پر حرام ہو جاتی ہے۔ جس عورت نے ہجرت نہیں کی اس سے اور کتابیہ سے نکاح آپ پر حرام ہے۔ اور اسی طرح کتابیہ سے تمتع۔ مسلمان لونڈی سے نکاح کرنا بھی آپ کے لیے ناجائز ہے۔ اور اگر بالفرض آپ لونڈی کو نکاح میں لیتے اور وہ بچے کو جنم دیتی تو وہ بچہ آزاد ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر ضروری نہ ہوتا کہ آپ لونڈی کے مالک کو بچے کی قیمت ادا کریں اور اس صورت میں لونڈی سے نکاح کے جواز کے لیے بے راہروی کا خوف اور عدم استطاعت آپ کے حق میں شرط نہ ہوتا۔

امام الحرمین کہتے ہیں کہ اگر غلطی سے آپ کا لونڈی کے ساتھ نکاح

ہو جاتا تو اس صورت میں بچے کی قیمت آپ پر واجب نہ ہوتی۔ ابن رفعہ کہتے ہیں آپ کے حق میں غلطی کے نکاح کا تصور محل نظر ہے۔ اور بلقینی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لونڈی سے نکاح کرنے پہ مجبور ہو جانا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اور اگر کسی لونڈی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرمالیں تو لونڈی کے مالک پر واجب ہے کہ وہ لونڈی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً پیش کر دے۔ طعام پر قیاس کرتے ہوئے۔

حضور علیہ السلام نے اگر کسی کے لیے پیغام نکاح دیا اور انکار کر دیا گیا تو آپ نے دوبارہ پیغام نہیں دیا جس طرح مرسل حدیث میں آیا ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں رہنے سے انکار کرنے والی عورت کو اپنے پاس رکھنا چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں حرام ہے۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے انکار کے بعد نکاح کے پیغام کا اعادہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں حرام یا مکروہ ہونے کا احتمال ہے۔

ابن سبع نے اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے۔ کہ تکبیر سننے کے بعد دشمن پہ حملہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حرام ہے۔

قضاعی وغیرہ نے اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے۔ کہ مشرک سے ہدیہ قبول کرنا اور اس سے مدد

طلب کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے حرام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ پر ابتدار بعثت سے ہی شراب حرام تھی۔

عام لوگوں پر شراب کی حرمت کے اعلان سے بیس سال پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر شراب حرام تھی بلکہ آپ کے لیے شراب کبھی حلال تھی ہی نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بتوں کی پوجا سے روکنے کے بعد سب سے پہلی چیز جس سے میرے رب نے مجھے منع کیا تھا وہ شراب نوشی اور لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق ہے۔ اور خداوند کریم نے مجھے بعثت سے پانچ سال قبل ستر کھولنے سے منع فرمادیا تھا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ نہ میں نے کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی شرمگاہ کو دیکھا۔ اور نہ آپ نے کبھی میری شرمگاہ کو دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم خیانت کرنے والے اور خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے

مستدرک میں ابی قتادہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی جنازے کے لیے بلایا جاتا تو آپ میت کے متعلق پوچھتے اور اگر میت کے بارے اچھے خیالات کا اظہار کیا جاتا تو آپ نماز جنازہ پڑھتے ورنہ ورثا سے فرماتے جو چاہو کرو۔ اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھتے۔

سنن ابی داؤد میں حدیث ہے۔

اگر میں تریاق استعمال کروں، تعویز باندھوں یا اپنی جانب سے شعر کہوں تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوتا ہے۔

ابوداؤد لکھتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور دوسرے لوگوں کے لیے تریاق استعمال کرنے کی اجازت ہے اور دوسروں کے لیے تعویذ باندھنا بھی جائز ہے اگر مصیبت کے نزول کے بعد باندھیں۔

تیسری فصل

مباح چیزیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں ۔

یہ حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے کہ آپ حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہر سکتے ہیں اور مالکیوں کے نزدیک قبروں کے پاس بھی ٹھہر سکتے ہیں ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو سونے سے نہیں ٹوٹتا ۔

ایک قول یہ ہے کہ عورت کو چھونے سے بھی حضور صلی اللہ وسلم کا وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی قول صحیح ہے ۔

قضاء حاجت کے وقت آپ قبلہ کی طرف رُخ یا پیٹھ کر سکتے ہیں ۔

اسے ابن دقیق العید نے شرح العمدہ میں بیان کیا ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سونے کے بعد بغیر وضو نماز جائز ہے ،

علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے ۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عصر کے بعد فوت شدہ نماز کی قضا جائز ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حالت نماز میں چھوٹی بچی کو اٹھانا جائز ہے ،

آپ غائب کی نماز جنازہ ادا فرما سکتے ہیں (حضرت ابوحنیفہ اور مالکیوں کے نزدیک)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ آپ وتر سواری پر ادا کریں ۔

باوجود وتر واجب ہونے کے ۔ اسے شرح المہذب میں بیان کیا گیا ہے ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیٹھ کر وتر ادا کرنا بھی جائز ہے اسے خادم میں بیان کیا گیا ہے ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں بلند آواز سے

اور آہستہ دونوں طرح سے قرأت فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیٹھ کر امامت کرانا جائز ہے علماء کے ایک گروہ کے قول کے مطابق۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم امامت میں اپنا خلیفہ بھی بنا سکتے ہیں۔ جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں ہوا۔ کہ آپ خود پیچھے ہو گئے اور انہیں آگے کر دیا۔ اسے علماء کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ آپ ایک رکعت کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور کچھ حصہ بیٹھ کر ادا فرمائیں۔ اسے اسلاف کی ایک جماعت نے بیان کیا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسروں کے لیے ناجائز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روزے کی حالت میں بوسہ لینا جائز ہے (قوتِ شہوات کے باوجود) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صوم وصال بھی جائز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں زوال کے بعد مسواک فرما سکتے ہیں۔ اسے رزین نے بیان کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحالت جنابت روزہ رکھ سکتے ہیں۔ اسے طحاوی نے بیان کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے احرام کے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

مالکیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں مسلسل خوشبو لگا سکتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ جس آدمی کا کھانا اور مال چاہیں لے سکتے ہیں۔ اور رزین نے مزید کہا کہ لباس بھی لے سکتے ہیں جب کہ آپ ضرورت محسوس کریں۔ اور مالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دے خواہ وہ خود ہلاک ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اور ہر شخص کے لیے ضروری ہے۔ کہ وہ بوقت ضرورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان فدا کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جائز ہے کہ اجنبی عورت کو دیکھیں۔ اس کے ساتھ خلوت حاصل کریں اور اسے سواری پر اپنے پیچھے بٹھائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ چار سے زیادہ بیویاں رکھیں اور اس خصوصیت میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی شریک ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کا نکاح لفظ ھبہ سے منعقد ہو جاتا ہے۔ آپ کا نکاح بغیر مہر کے اور غیر معین مہر کے ساتھ بھی جائز ہے۔

اسے الرویانی نے بحر میں بیان کیا۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ ولی اور گواہوں کے بغیر نکاح فرما سکتے ہیں اور آپ کے لیے حالت اِحرام میں بھی نکاح جائز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورت کی رضامندی کے بغیر بھی نکاح فرما سکتے ہیں۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی بے خاوند عورت کو پسند فرمالیں تو اس پر واجب ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی کرے اور اسکو نکاح پر مجبور بھی کیا جا سکتا ہے۔

اور جس عورت کو حضور پسند فرمالیں حضور کے پسند فرمالینے سے دوسرے مسلمانوں پر حرام ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اس عورت کو پیغام نکاح دیں۔

اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی شادی شدہ عورت کو پسند فرمالیں تو اس کے خاوند پر واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ نکاح فرمائیں۔ اس صورت میں عدت گزرے بغیر بھی اس عورت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح جائز ہے،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ آپ کسی دوسرے شخص کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نکاح دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ آپ کسی عورت کا جس مرد کے ساتھ چاہیں اس کی اجازت اور اس کے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح

فرما سکتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ نیابت کے بغیر بھی صغیرہ کو مجبور کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کی موجودگی میں حضرت حمزہ کی بیٹی کا نکاح کیا اور اقرب کی موجودگی میں نکاح کیا۔

آپ نے ام سلمہ سے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ تمہارا نکاح کرے۔ اور اس نے اپنی ماں کا نکاح کیا۔ اور وہ اس وقت نابالغ بچہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب کے ساتھ کیا اور یہ آپ کا خاصہ ہے کہ آپ ذاتی طور پر عقد نکاح کئے بغیر اُن کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتے۔ اور روضہ میں اس بات کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے حلال کرنے سے عورت حلال ہو جاتی تھی۔

ابو سعید شرف المصطفیٰ میں کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کسی کے کفو تھے۔ اور اگر کوئی احمق، اندھا، یا گونگا ولی کسی عورت کا نکاح آپ کے ساتھ کرتا تو یہ نکاح صحیح ہوتا۔

رافعی کے ایک قول کے مطابق آپ کے لیے جائز ہے کہ عدت گزارنے والی عورت کے ساتھ عدت گزرنے سے پہلے نکاح فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ ایک عورت کے ساتھ اس کی بہن، پھوپھی، یا خالہ کو جمع فرمائیں۔ ایک قول کے مطابق۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آپ ایک عورت کے ساتھ اس کی بیٹی کو بھی نکاح میں جمع فرما سکتے ہیں۔ اسے رافعی نے بیان کیا۔

رزین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی لونڈی کے ساتھ ملک یمین کی وجہ سے وطی کریں تو اس لونڈی کی ماں، بیٹی، اور بہن کے حق میں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ان کا جمع کرنا ناجائز ٹھہرے۔ ممکن ہے یہ وہی صورت ہو جو الشرح اور الروضہ میں بیان ہوئی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ صورت اس سے مختلف ہو اور اس سلسلہ میں بیوی اور لونڈی کا حکم مختلف ہو۔

یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے کہ لونڈی کو آزاد کریں اور اس آزادی کو اس کا مہر قرار دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ کے مہر کے طور پر ان کی قوم کے قیدیوں کو رہا کر دیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ نابالغ کے ساتھ نکاح کریں یہ ابن شبرمہ کا قول ہے لیکن اجماع اس کے خلاف ہے۔

ایک قول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے۔ کہ اپنی بیویوں کے درمیان اوقات کی تقسیم ترک فرما دیں اور یہی قول مختار ہے۔

ابن عربی، شرح ترمذی میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کے سلسلے میں کئی خصوصیات عطا فرمائی ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ساعت عطا فرمائی ہے۔ جو ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے ساتھ خاص نہیں۔ اور آپ اس ساعت میں تمام ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے۔ اور جو چاہتے ان کے ساتھ کرتے۔ اور پھر اس زوجہ محترمہ کے پاس جاتے جس کی باری ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر مہر کی طرح ازواج مطہرات کا نفقہ بھی واجب نہیں۔ ایک قول کے مطابق۔ اور آپ کی طلاق بھی تین طلاقوں پر منحصر نہیں ہے۔ ایک قول کے مطابق۔

اور حصر کی صورت میں آپ جس کو طلاق مغلظہ دے دیں وہ بغیر حلالہ کے آپ کے لیے جائز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ایسی عورت ہمیشہ کے لیے آپ پر حرام ہو جاتی ہے۔

عورتوں کو اختیار دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صریح ہے اور دوسروں کے لیے کنایہ اور صراحت کی صورت میں عورت جدا ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے بخلاف دوسروں کے۔

اور ان خصائص میں سے اکثر کی بنیاد اس بات پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں نکاح اس طرح ہے جیسے ہمارے حق میں کسی عورت

کو لونڈی بنانا۔

اگر آپ نے اپنی لونڈی کو اپنے اوپر حرام کیا تو وہ آپ پر حرام نہ ہوئی اور نہ ہی آپ پر کفارہ لازم ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ انشاء اللہ اور کلام کے درمیان فاصلہ کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ مالِ غنیمت میں سے جو چاہیں پسند فرمائیں اور مال فے کا ۵/۱ حصّہ بھی آپ کو خاص طور پر عطا فرمایا گیا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مال غنیمت ہے آپ جس طرح چاہیں اسے استعمال فرمائیں۔ اور امام مالک آپ کے خصائص میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مال کو ملکیت میں نہیں لیتے تھے۔

آپ کی شان یہی تھی۔ کہ مال میں تصرف کریں۔ اور حسبِ ضرورت لے لیں۔ اور امام شافعی اور دوسروں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مال کو ملکیت میں لیتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ غیر کاشتہ زمین کو اپنے لیے احاطہ فرمالیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احاطہ کردہ زمین سے جو شخص کوئی چیز لے گا اسے اس کی قیمت ادا کرنا پڑے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہوا احاطہ نہیں ٹوٹتا اور دوسرے اماموں کا یہ حال نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ مکہ مکرمہ میں جنگ کریں وہاں اسلحہ اٹھا کر چلیں۔ اور اس کے ساتھ قتل کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ کسی کو امان دینے کے بعد قتل کر دیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ آپ کسی کو بغیر کسی سبب کے لعن طعن کریں اور یہ لعن طعن اس شخص کے بارے میں رحمت ثابت ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے کہ اپنے علم کی بنا پر فیصلہ صادر فرمائیں خواہ مقدمہ حدود کا ہی کیوں نہ ہو۔ اور دوسروں کے لیے ایسا فیصلہ کرنے کے اختیار کے بارے میں اختلاف ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور اولاد کے حق میں فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ آپ کے لیے ہدیہ قبول کرنا جائز ہے اور دوسرے حکام کے لیے جائز نہیں ہے۔

غصہ کی حالت میں فتوے دینا اور فیصلہ صادر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکروہ نہیں ہے۔ اسے نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے۔ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں کہ فلاں شخص کی فلاں چیز فلاں شخص کے ذمہ ہے تو جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سن لے اس کے لیے جائز ہے کہ اس بات کی گواہی دے۔

اسے شیخ رویانی نے روضۃ الاحکام میں بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز تھا کہ آپ جس شخص کے لیے

چاہیں لفظ صلوٰۃ کے ساتھ دعا فرما سکتے ہیں۔ لیکن ہم کسی نبی یا فرشتے
کے علاوہ کسی پر صلوٰۃ نہیں بھیج سکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی امّت کی طرف سے قربانی دی۔ اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی
دوسرے کی طرف سے قربانی کرے اس کی اجازت کے بغیر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے جائز تھا کہ فاجروں کا کھانا تناول فرمائیں
باوجود اس کے کہ آپ نے اس سے منع فرمایا اسے ابن القاص نے
ذکر فرمایا ہے۔ اور بیہقی نے اس کا انکار کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ
یہ کھانا امت کے لیے مباح ہے اور حضور کا منع فرمانا ثابت نہیں ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے جائز ہے کہ اپنے لیے اور خداوند کریم
کے لیے ایک ہی ضمیر استعمال کریں یہ بات اور کسی کے لیے جائز نہیں
اسے ابن عبد السّلام وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو گالی دینے والے اور حضور صلی اللہ علیہ
وسلّم کی ہجو کرنے والے کو قتل کر دیا جائے گا۔ اسے ابن السبع نے
بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم زمینوں کی فتح سے پہلے ہی انھیں مومنین
میں تقسیم کر دیتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام زمینوں
کا مالک بنایا ہے۔

اور امام غزالی کا یہ فتویٰ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم الداری اور ان کی اولاد کو جو قطعہ زمین عطا فرمایا تھا جو شخص تمیم الداری کی اولاد کے ساتھ اس زمین کے سلسلہ میں جھگڑا کرے وہ کافر ہو جاتے

امام غزالی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم تو ارض جنّت کے ٹکڑے اپنے غلاموں کو عطا فرما دیتے تھے۔ زمین کے ٹکڑے تو آپ بدرجہٗ اولیٰ عطا فرما سکتے ہیں۔

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ تنویرؒ میں بیان کرتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السّلام پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہی ہر چیز کا مالک سمجھتے ہیں اور اپنی ذات کو کسی چیز کا مالک نہیں سمجھتے۔ اور جو کچھ اُن کے پاس آتا ہے وہ اُسے خدا کی امانت سمجھتے ہیں۔ اور جہاں اسے خرچ کرنا صحیح ہوتا ہے وہاں اسے خرچ کرتے ہیں اور جہاں خرچ کرنا صحیح نہیں ہوتا وہاں خرچ ہونے سے اس مال کو روکتے ہیں۔

اور دوسرا یہ کہ زکوٰۃ اغنیاء کے مال کو پاک کرنے کے لیے لی جاتی ہے اور انبیاءؑ معصوم ہونے کی وجہ سے میل کچیل سے پاک ہیں۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا خاصا ہے کہ آپ نے اہل خیبر کے ساتھ غیر معینہ مدت کے لیے عقد مساقات کیا اور فرمایا میں تمہارے ساتھ وہی اقرار کرتا ہوں جو اقرار خداوند کریم تمہارے ساتھ کرے۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ فتح کی وحی کا نزول ممکن تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر سے جب کہ وہ سفر سے واپس آئے تو معانقہ کیا۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے اور دوسرے لوگوں کے لیے معانقہ مکروہ ہے۔

خطابی کہتے ہیں کہ آیت شریفہ "فاما منا بعد واما فدا" میں قیدیوں پہ احسان کرنے کا جو حکم ہے۔ وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ کے ساتھ خاص ہے۔ دوسرے لوگوں کا یہ حکم نہیں۔

چوتھی فصل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت کے بارے میں۔

منصب صلوٰۃ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے کہ آپ کا کوئی وارث نہیں ہے اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام کا بھی کوئی وارث نہیں ہوتا۔

دوسرے انبیاء کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے تمام مال کو صدقہ کرنے کی وصیت کر دیں لیکن ایک قول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مال آپ کے انتقال کے بعد آپ کے اہل بیت کے پاس باقی رہے گا۔

امام الحرمین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ اگر کوئی ظالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعرض کرے تو موقعہ پر موجود تمام لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں قربان کر دیں۔

اسے "زوائد الروضہ" میں صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کیا گیا ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود جہاد کے لیے تشریف لے جائیں تو تمام لوگوں کا آپ کے ساتھ جنگ کے لیے نکلنا واجب ہے۔

کیونکہ خداوند کریم کا ارشاد گرامی ہے ماکان لاھل المدینۃ ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ

ترجمہ، اہل مدینہ اور گردونواح کے اعرابیوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے پیچھے رہ جائیں۔

اور یہ حکم، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد دیگر خلفاء کے حق میں باقی نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب میدانِ جنگ کے اندر صف میں موجود ہوں تو شریکِ جنگ مسلمانوں پر حرام ہو جاتا ہے کہ وہ پیٹھ پھیریں اور شکست کھائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو چھوڑ دیں۔

قتادہ اور حسن فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد میدانِ جنگ سے بھاگ جانا گناہِ کبیرہ ہے۔

ایک قول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک میں جہاد فرض عین تھا اور آپ کے بعد جہاد فرض کفایہ ہے۔

اور میں نے تکریتی کی مجامیع میں سے کسی میں دیکھا ہے۔۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیوں کے سلسلہ میں مہر مثل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان کی مثل کوئی نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ازواجِ مطہرات کے سراپا کو کپڑوں میں دیکھنا بھی حرام ہے۔ ازواجِ مطہرات سے بالمشافہ سوال کرنا بھی حرام ہے۔ معمر کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کسی کبیرہ کو دودھ پلائیں تو وہ ان کے پاس حاضر ہو سکتا ہے اور یہ ان کا خاصہ ہے اور دیگر تمام عورتوں کے لیے یہ حکم صرف صغیر کے حق میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات تمام مومنوں کی مائیں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِنتقال کے بعد ازواجِ مطہرات پر واجب ہے کہ وہ گھروں میں بیٹھیں اور اُن کا گھروں سے نکلنا حرام ہے ایک قول کے مطابق حج اور عمرہ کے لیے بھی نہیں نکل سکتیں۔

اسے علماء حدیث کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے آگے نکلنا بھی حرام ہے۔ حضور کی آواز مبارک پر آواز کا بلند کرنا بھی حرام ہے۔ حضور کو بلند آواز سے پکارنا اور حجروں کے پیچھے سے آواز دینا بھی حرام ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو دور سے چیخ کر پکارنا بھی حرام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا خون پیشاب اور تمام فضلات پاک ہیں اُن کو پیا جا سکتا ہے۔ آپ کے بالوں کی طہارت میں کوئی اختلاف نہیں اور دوسری چیزوں کی طہارت کے بارے میں اِختلاف ہے۔ حضور اکرم نے اپنے موئے مبارک صحابہ کرام کے درمیان تقسیم فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام گناہوں سے خواہ وہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہوں پاک ہیں اور آپ بھول جانے سے مبرا ہیں اور دیگر انبیاء کرام کی بھی یہی شان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات بابرکات ناپسندیدہ فعل کے ارتکاب سے بھی پاک ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت فرض ہے اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واجب ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی محبت بھی واجب ہے۔
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی توہین کرے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی میں زنا کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔
جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کی تمنا کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اور دیگر انبیاء کرام کی بھی یہی شان ہے اسے محاملی نے اوسط میں بیان کیا ہے۔ اور اسی بنا پر انبیاء علیہم السّلام کی وراثت کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انبیاء کرام علیہم السّلام کے وارث اُن کے فوت ہو جانے کی تمنا کریں اور کافر ہو جائیں۔
کسی اور صاحب کا خیال ہے کہ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بال سفید نہیں ہُوئے۔ کیونکہ عورتیں بڑھاپے کو ناپسند کرتی ہیں۔ اور اگر یہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے سلسلے میں واقع ہوتی تو عورتیں کافر ہو جاتیں۔ اسی سلسلے میں عورتوں پر مہربانی کرتے ہُوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بالوں کو سفید نہیں ہونے دیا گیا۔
ازواجِ مطہرات اور اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے حیض اور جنابت کی حالت میں مسجد میں بیٹھنا مباح ہے۔ اور مالکیہ کے قول مطابق قبور کے نزدیک بھی بیٹھ سکتے ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا نفلی نماز بیٹھ کر ادا کرنا بھی کھڑے ہو کر

نماز پڑھنے کی طرح ہے۔ اور یہ عمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے خاص ہے۔

نماز میں نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایہا النبی کہہ کر مخاطب کرتا ہے اور کسی دوسرے شخص کو مخاطب نہیں کر سکتا۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں کسی شخص کو بلائیں تو اس شخص پر نماز کی حالت میں حضور کو جواب دینا واجب ہے۔ اور اس طرح اس کی نماز نہیں ٹوٹتی۔ دوسرے انبیاء کرام کی بھی یہی شان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے دوران اگر کوئی شخص کلام کرے تو اس کی نماز جمعہ باطل ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر جہری نماز کی حالت میں یا نزولِ وحی کی حالت میں قرآت فرما رہے ہوں تو خاموش رہنا اور سننا واجب ہے

اور مجاہد اس "آیت" کریمہ اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا کہ جب تمہیں مجلس میں کشادگی کرنے کے لیے کہا جائے تو کشادگی کرو۔ کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے ساتھ خاص ہے۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جو شخص حالت نماز میں ہنسے اس پر وضو کا اعادہ واجب نہیں۔ کیونکہ یہ حکم اس شخص کے لیے تھا

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہوئے ہنستا۔

نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مطلق عبادت کا حکم رکھتا ہے جیسا کہ سبکی کہتے ہیں اور دوسرے لوگوں کے حق میں نکاح عبادت نہیں بلکہ مباحات میں سے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور دوسروں کے متعلق جھوٹ بولنے کا یہ حکم نہیں ہے۔ جوینی کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جھوٹ بولنا مرتد بنا دیتا ہے۔ اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جھوٹ بولے اس کی گواہی ہمیشہ کے لیے مردود ہے خواہ وہ توبہ ہی کیوں نہ کر لے۔

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالی بکے اسے قتل کر دیا جائے گا اور یہی حکم دیگر انبیاء کرام علیہم السّلام کا بھی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کنایۃً گالی دینا بھی صراحتاً گالی دینے کے برابر ہے۔ بخلاف دوسرے لوگوں کے۔ اسے رافعی نے امام سے ذکر کیا ہے۔ اور نووی کہتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی۔ حسن کہتے ہیں کہ نبی کی بیوی اگر بدکاری کرے تو اس کے لیے قطعاً مغفرت نہیں ہے۔

اور جو شخص نبی کی ازواج پر تہمت لگائے اس کی توبہ کبھی قبول نہیں ہوتی ابن عباس وغیرہ کا یہی قول ہے

اور قاضی عیاض وغیرہ کا قول یہ ہے کہ ایسے آدمی کو قتل کیا جائے گا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ قتل کی سزا اس شخص کے لیے مخصوص ہے۔ جو خصوصًا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالی دے یا تہمت لگائے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ کے علاوہ دوسری ازواجِ مطہرات پر تہمت لگانے والے پر دوہری حد قذف نافذ کی جائے گی۔

اور اسی طرح جو کسی صحابیِ رسول کی ماں پر تہمت لگائے اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ اور بعض مالکیہ کا قول یہ ہے جو کسی صحابیِ رسول کو گالی دے اُسے قتل کیا جائے گا۔

ابن قدامہ مقنع میں فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت لگائے اس کا بھی یہی حکم ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

نیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی والدہ ماجدہ پر تہمت لگائے اس کے لیے بھی قتل کا یہی حکم ہے۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہے اور ایک قول کے مطابق آپ کی نواسیوں کی اولاد بھی آپ کی طرف منسوب ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی نسل کو اس کی اپنی پشت سے چلایا سوائے میرے کہ میری نسل کو اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کی پشت سے چلایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہے۔
اور ایک قول کے مطابق آپ کی نواسیوں کی اولاد بھی آپ کی طرف منسوب ہے،
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیوں پر کسی دوسری عورت سے نکاح
جائز نہیں۔ محب طبری نے بیان کیا ہے۔ جو اس سے زیادہ بلیغ ہے۔
انہوں نے مسور بن مخرمہ کی حدیث بیان کی۔ کہ جب حضرت حسین بن حسن نے
ان کی صاحبزادی کے لیے پیغام نکاح دیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی یہ حدیث پڑھ کر عذر کیا۔
فاطمہ میرا لخت جگر ہے جو چیز اسے ناراض کرتی ہے وہ مجھے ناراض
کرتی ہے۔ اور جو چیز اُسے اچھی لگتی ہے وہ مجھے بھی اچھی لگتی ہے۔
اور فرمایا کہ آپ کے ہاں حضرت فاطمہ کی صاحبزادی ہیں اور اگر میں آپ
کو نکاح کر دوں تو یہ بات حضرت فاطمہ کی ناراضگی کا باعث ہوگی۔ پھر
کہا کہ اس میں اس بات پر دلیل ہے۔ کہ میت کا بھی اسی طرح لحاظ رکھنا
ضروری ہے جس طرح زندہ کا۔
کہتے ہیں کہ شیخ بو علی السنجی نے شرح التلخیص میں بیان کیا ہے
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیوں پر دوسری عورت سے نکاح
حرام ہے۔ شاید اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ (بنوت) (اولاد ہونا) کا رشتہ ہے اور یہی
بات اس مذکورہ بالا واقعہ پر دلیل ہے۔

اگر ہم اسکو اپنے عموم پر رکھیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کی اولاد (اور اُن کی اولاد نیچے تک) سے عقد کی صورت میں کسی دوسری عورت سے شادی کرنا قیامت تک حرام ہوگا۔ یہ موقف محلِ نظر ہے جس کا نسب طرفین سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہو۔ وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محراب کی دائیں یا بائیں جانب کی "(تلاش)" میں کوشش نہیں کی جائے گی۔

حضرت امام ابو یوسف اور مزنی کی رائے کے مطابق صلوٰۃِ خوف صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ ہمایوں کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ آپ کی امامت کا کوئی بدل نہیں بخلاف دوسرے لوگوں کے علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب اس سے بلند ہے کہ رحمت کے ساتھ آپ کے لئے دعا کی جاتے۔

کسی انسان کو بھی ایسے نقش والی مہر بنانے کی اجازت نہیں۔ جو نقش (محمد رسول اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر مبارک کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش کے مطابق کلام نہ فرماتے۔ آپ کی زبانِ اقدس سے سوائے حق کے کوئی کلمہ نہ نکلتا خواہ عالمِ رضا ہو یا ناراضگی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب وحی تھے اسی طرح دوسرے انبیاء کے خواب بھی

ل مسجد نبوی کے محراب کی دائیں اور بائیں جانب یمن و برکت میں برابر ہے۔

وحی ہوتے تھے۔ جنون اور طویل عرصہ کے لئے غشی انبیاء کرام پر طاری نہیں ہو سکتی۔ اس چیز کو شیخ ابو حامد نے اپنی تعلیق میں بیان کیا ہے اور البلقینی نے حواشی الروضہ میں اس کی تصدیق کی ہے۔ سبکی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ انبیاء کرام کی حالتِ غشی عام لوگوں کی حالتِ غشی سے مختلف ہوتی ہے جس طرح کہ انبیاء کرام کی نیند عام لوگوں کی نیند سے مختلف ہوتی ہے۔ سبکی کی طرف ہی یہ قول منسوب ہے کہ انبیاء کرام پر عدمِ بصارت جیسا عارضہ لاحق نہیں ہوتا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بنی اسرائیل کے اس قول

(کہ آپ "آور" تھے اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس سے شفاء عطا فرمائی تھی) کا ذکر کیا اور کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام صوری اور معنوی دونوں قسم کے عیوب سے منزہ ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی نقائص سے مامون ہوتے ہیں بلکہ ان معایب کی طرف متوجہ ہونے سے بھی محفوظ ہیں جن کی نسبت بعض انبیاء کی طرف تاریخ کی کتابوں میں کی گئی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر اس چیز سے بھی منزہ کیا جو آنکھ میں کھٹکے اور دلوں میں نفرت کا باعث ہو یہ آپ کی ذات کو ہی شایاں ہے کہ آپ احکامِ شریعت میں سے جو حکم جس کے لیے مختص فرمائیں وہ اسی کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے۔

جس طرح حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر کرنا۔ حضرت سالم کے لیے رضاعت کا ثبوت جب کہ آپ کی عمر زیادہ تھی۔ خولہ بنت حکیم کو نوحہ کی اجازت مرحمت فرمانے، حضرت عباس کے لیے صدقہ پہلے دے دینے کی اجازت مرحمت فرمانا۔ حضرت اسماء بن عمیس کو احداد (سوگ) کے ترک کرنے کا حکم دینا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں پیدا ہونے والے بچے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اور کنیت دونوں رکھنے کی اجازت مرحمت فرمانا۔

مسجد میں جنبی حالت میں ٹھہرنے کی اجازت دینا جس طرح کہ حضرت علیؓ کو رخصت دی گئی اور حضرت علیؓ کو گھر کا دروازہ مسجد کے صحن میں کھولنے کی اجازت دینا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مسجد کی طرف کھڑکی کھولنے کی اجازت دینا۔

رمضان شریف کا روزہ توڑنے والے کو اسی کے دیئے ہوئے کفارہ کو کھانے کی اجازت دینا۔

ابو براء کو عناق (ہجری کا سال سے کم عمر کا بچہ) قربانی کے طور پر دینے کی اجازت عطا فرمانا۔

عتبہ بن عامر اور زید بن خالد کو صحابہ کرام سے دوسری راہ اختیار کرنے کی اجازت دینا اور اسی شخص کو نکاح کے بدلے قرآن کریم کو بطور مہر

متعین کرنے کی اجازت دینا۔ اسے بے شمار لوگوں نے بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں ایک مرسل حدیث بھی موجود ہے۔ مکحول کہتے ہیں کہ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے شخص کے لیے جائز نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کیلئے ریشم کا لباس پہننا جائز قرار دیا۔

اسے ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔

آپ نے حضرت براء بن عازب کے لیے سونے کی انگوٹھی کا استعمال جائز قرار دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں بنو عباس کو منیٰ میں رات گزارنے سے مستثنیٰ قرار دیا کیونکہ ان کے ذمہ حاجیوں کی سقایت کا فریضہ تھا۔ اور آخر میں یہ رعایت بنو ہاشم کو بھی عطا فرمائی۔

آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ کو نمازِ عصر کے بعد دو رکعت ادا کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی کو یمن کا والی بنا کر بھیجا تو انہیں ہدیہ قبول کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

مستدرک وغیرہ میں ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت طلحہ رض کے ساتھ اس مہر پر شادی کی کہ وہ ایمان لے آئیں۔ ثابت کہتے ہیں کہ میں کسی عورت کو نہیں جانتا کہ جس کا مہر ام سلیم کے مہر سے اچھا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رکانہ کی بیوی بغیر حلالے کے انہیں واپس کردی حالانکہ انہوں نے بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں۔

ایک آدمی یعنی فضالہ لیثی اس شرط پر مسلمان ہوا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس مشروط ایمان کو قبول فرمالیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں حضرت عثمان رضؓ کے نام پہ تیر پھینکا اور حضرت عثمان رضؓ کے علاوہ کسی غائب آدمی کے نام پہ تیر نہیں چلایا اسے ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

خطابی کہتے ہیں کہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی کی تیمارداری میں مصروف تھے اور اسی لیے شریک جنگ نہیں ہوسکے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان رشتہ مواخات قائم فرماتے اور انہیں ایک دوسرے کا وارث قرار دیتے۔ اور یہ اختیار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی کو حاصل نہ تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصوصی طور پہ مہاجرین کی بیویوں کو اپنے خاوندوں کی موت کے بعد ان کے گھروں کا وارث قرار دیا کیونکہ وہ غریب الدیار تھیں اور ان کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ، طلوعِ فجر سے نہیں بلکہ طلوعِ آفتاب سے روزے کی ابتدا کرتے تھے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ ان کی خصوصیت

تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں عطا فرمائی تھی۔
اہل بیت کے بچے ایامِ رضاعت میں بھی روزہ رکھتے ہیں۔ اور یہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب کسی اہم
معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کے لیے
حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اجازت کے بغیر محفل سے اٹھنا حرام تھا۔

صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں
اور باپ آپ پر فدا ہوں۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
علاوہ کسی سے نہیں کہے جا سکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے پیچھے کی طرف بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس
طرح سامنے دیکھتے تھے۔

اور رزین مزید فرماتے ہیں کہ اپنے داہنے اور بائیں طرف بھی اسی
طرح دیکھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم رات اور تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس
طرح دن اور روشنی میں دیکھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا لعاب مبارک کھاری پانی کو میٹھا کر دیتا اور اگر
دودھ پیتے بچے کے منہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک ڈالا جاتا تو وہ اسے
دودھ کا کام دیتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ مبارک سفید رنگت کا تھا اس کی رنگت میں تبدیلی نہیں آتی تھی اور نہ ہی اس پر کوئی بال تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اتنی دور سنائی دیتی تھی جتنی دور کسی دوسرے کی آواز سنائی نہیں دیتی اور اسی طرح آپ اتنی تیز قوت سماعت کے مالک تھے جس میں کوئی آپ کا ثانی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل جاگتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جمائی نہیں لی۔

اور نہ کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو احتلام ہوا اور یہی شان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ہے اسی طرح کتب ثلاثہ میں ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسینہ مبارک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی طویل القامت شخص کے ہمراہ سفر فرماتے تو اس سے طویل نظر آتے تھے۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو آپ کے کندھے مبارک تمام ہم نشینوں سے بلند ہوتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کبھی زمین پر نہیں پڑا اور نہ ہی سورج یا چاند کی روشنی میں آپ کا سایہ دیکھا گیا۔ ابن سبع کہتے ہیں کہ سایہ اس لیے نہ تھا کیونکہ آپ سراپا نور تھے۔ اور رزین کہتے ہیں کہ انوار کے غلبہ کی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔

حضور علیہ السلام کے لباس مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اور نہ کبھی جوئیں

نے آپ کو اذیت پہنچائی۔

حضور علیہ السّلام جب سواری پر سوار ہوتے تو جب تک آپ سوار رہتے وہ بول و براز نہیں کرتی تھی۔ اس بات کو ابن اسحٰق سے نقل کیا ہے۔ اور بعض متاخرین نے اس بات پر اس تحقیق کی بنیاد رکھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف بیت اللہ کیا اور یہ حضور صلی اللہ کے خصائص میں سے ہے کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم جب سواری پر سوار ہوتے وہ بول و براز نہیں کرتی تھی۔ اس بات کو ابن اسحاق نے نقل کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا رخ انور سورج کی طرح روشن تھا اور آپ کے قدم مبارک میں کمی نہیں تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم جب چلتے تو زمین آپ کے لیے سمٹتی تھی۔

حضور علیہ السّلام کو جماع اور غصے کی حالت میں چالیس آدمیوں کی قوت حاصل تھی اور مقاتل سے ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ کو ستر سے اتنی تک جوانوں کی طاقت عطا فرمائی گئی تھی اور مجاہد کہتے ہیں کہ حضور علیہ السّلام کو چالیس جنتی نوجوانوں جتنی طاقت عطا فرمائی گئی تھی۔ اور ایک جنتی کی قوت دنیا کے سو مردوں کے برابر ہے۔ اور اس طرح حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو ہزار مردوں کی قوت عطا فرمائی گئی تھی۔

اور اس قول سے یہ اشکال دور ہو جاتا ہے۔ کہ حضور علیہ السّلام کو

چالیس مردوں کی قوت کیسے عطا فرمائی گئی حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سو اور بقول بعض ہزار آدمیوں کی قوت عطا فرمائی گئی تھی۔ اسی اشکال کے جواب کے سلسلے اس تکلف کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔

یہ حدیث پاک کئی طرق سے وارد ہے۔ کہ جبرائیل میرے پاس ایک ہنڈیا لے کر آئے میں نے اس سے کھایا تو مجھے چالیس مردوں جتنی طاقت عطا ہو گئی۔ اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ میں ایک ساعت میں جتنی عورتوں کے پاس جانا چاہوں جا سکتا ہوں۔

قاضی ابوبکر ابن العربی سراج المریدین میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑی خصوصیت عطا فرمائی ہے اور وہ ہے کم کھانا اور قدرت علی الجماع۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غذا کے معاملہ میں سب لوگوں سے زیادہ قناعت پسند تھے اور آپ ایک ہی روٹی سے سیر ہو جاتے تھے۔ اور وطی کے سلسلہ میں تمام لوگوں سے زیادہ طاقتور تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قضاء حاجت کے آثار کبھی نظر نہیں آتے۔ بلکہ زمین اسے نگل لیتی تھی اور اس جگہ سے کستوری کی خوشبو آتی تھی اور یہی شان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی بدکار نہیں گزرا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ گزاروں کی

پشتوں میں منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ ایک نبی کی شان سے مبعوث ہوتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین نے آپ کے علاوہ کسی کو نہیں جنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے وقت بت اوندھے منہ گر گئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو آپ ختنہ کیے ہوئے تھے اور ناف بریدہ تھے۔ وقت ولادت آپ پاک صاف تھے کسی قسم کا میل نہ تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وقت ولادت سجدے کی حالت میں زمین پر تشریف لائے آپ نے اپنی انگشت شہادت اٹھا رکھی تھی۔ گویا خداوند کریم کے حضور عجز و نیاز کا اظہار کر رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی والدہ ماجدہ نے وقت ولادت دیکھا کہ آپ سے ایک نور خارج ہوا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اور دیگر انبیاء کرام علیہم السّلام کی ولادت کے وقت بھی ان کی ماؤں نے یہی کچھ دیکھا۔

بعض حضرات کا قول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو جس عورت نے بھی دودھ پلایا وہ مسلمان ہو گئی۔

کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو چار عورتوں نے دودھ پلایا۔

ایک آپ کی والدہ ماجدہ تو ان کا زندہ کیا جانا اور آپ پر ایمان لانا حدیث

شریف میں موجود ہے۔

ان کے علاوہ حلیمہ سعدیہ، ثوبیہ اور ام ایمن نے آپ کو دودھ پلایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا جھولا فرشتے جھلانے تھے۔

اسے ابن سبع نے بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پنگھوڑے میں ہوتے تو چاند سے باتیں کرتے۔
چاند آپ کے اشارے پر چلتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پنگھوڑے میں باتیں کرتے۔ گرمی کی حالت میں بادل آپ پر سایہ کرتے۔ اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کسی درخت کی طرف تشریف لے جاتے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف جھک جاتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بھوک کی حالت میں سوتے اور صبح جب جاگتے تو شکم سیر ہوتے۔ آپ کا رب آپ کو جنّت سے کھلاتا اور پلاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا شدید بخار ہوتا جس کی شدّت دوسروں کی شدّت سے دوگنی ہوتی۔ یہ اس لیے تاکہ آپ کو زیادہ اجر ملے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات ستودہ صفات ایسی تمام علّتوں سے مبرا ہے جو عیب اور نقص کا سبب بن سکتی ہیں۔ اسے قضاعی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی روح قبض کیے جانے کے بعد لوٹائی گئی اور پھر آپ کو اختیار دیا گیا کہ آپ چاہیں تو دنیا میں تشریف فرما رہیں۔

اور چاہیں تو اپنے رب کے پاس چلے جائیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف جانے کو ترجیح دی۔ اور دیگر انبیاء کرام کی بھی یہی شان ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ مرض میں تھے تو آپ کے رب نے تین مرتبہ حضرت جبرائیل کو آپ کا حال دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔

جب ملک الموت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے ساتھ ایک فرشتہ تھا جس کا نام اسماعیل ہے۔ جو ہوا میں رہتا ہے۔ اس دن سے پہلے وہ فرشتہ نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھا تھا اور نہ کبھی زمین پر اترا تھا۔

قبض روح کی حالت میں ملک الموت کے رونے کی آواز سنی گئی وہ کہہ رہے تھے وا محمداہ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے رب نے بھی درود بھیجا اور فرشتوں نے بھی لوگوں نے مروج نماز جنازہ کے برعکس جماعت کے بغیر آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیاتِ ظاہری میں بھی ہمارے امام تھے اور اب ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی آپ ہمارے امام ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص نماز جنازہ بار بار پڑھی گئی۔ مرد فارغ ہوتے تو عورتوں کی باری آئی اور ان کے بعد بچوں کی۔

امام مالک اور امام ابُوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہما کا قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر بار بار نمازِ جنازہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

اور یہ بات بھی آپ کی خصوصیات میں شامل ہے کہ آپ پر نمازِ جنازہ معروف صورت میں پڑھی ہی نہیں گئی۔ لوگ ٹولیوں کی صورت میں داخل ہوتے دعا کرتے۔ اور واپس لوٹ جاتے۔ اور اس کی توجیہہ یہ کی گئی ہے کہ آپ اپنی رفعت شان کے سبب اس بات کے محتاج ہی نہ تھے۔ کہ آپ پر نمازِ جنازہ پڑھی جاتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین دن تک بغیر دفن کے رکھا گیا۔ اور آپ کو رات کے وقت دفن کیا گیا اور امام حسن فرماتے ہیں کہ یہ دوسرے لوگوں کے حق میں مکروہ ہے اور اس کے خلاف اولیٰ ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں دفن کیا گیا جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا۔ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی یہی شان ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ دیگر لوگوں کے حق میں بہتر یہی ہے کہ انہیں قبرستان میں دفن کیا جاتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد مبارک میں چٹائی بچھائی گئی۔ وکیع فرماتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ اور دوسرے لوگوں کے لیے بالاتفاق مکروہ ہے۔

احناف اور مالکیہ کا قول ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص کے

اندر غسل دیا گیا اور کہتے ہیں کہ دوسروں کے حق میں یہ بالاتفاق مکروہ ہے،

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد زمین تاریک ہو گئی۔ اور

قبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تنگی نہیں ہوگی اور یہی شان دیگر انبیاء کرام

علیہم السلام کی ہے اور قبر کی اس تنگی سے نہ کوئی صالح محفوظ ہے اور نہ

کوئی دوسرا۔ سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے۔

قرطبی کی التذکرہ میں ہے کہ فاطمہ بنت اسد بھی حضور کی برکت سے اس

سے محفوظ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر نماز پڑھنا اور اسے سجدہ گاہ بنانا

حرام ہے۔

اذرعی فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام کی قبور کے نزدیک بول و براز کرنا حرام ہے،

اور دوسرے لوگوں کی قبروں کے پاس مکروہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ انور میں انتقال کے بعد تغیر اور بوسیدگی

نہیں آئے گی اور یہی شان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ہے۔

انبیاء کرام کے جسم کو نہ درندے کھا سکتے ہیں اور نہ مٹی انبیاء کرام کے متعلق اس سلسلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جب کہ انبیاء کرام علیہم السّلام کے سوا دوسرے لوگوں کے حق میں اختلاف ہے کہ آیا ان کے جسم کو مٹی کھاتی ہے یا نہیں۔

کسی مجبور کے لیے کسی بھی نبی کی میت کا کھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نبی اپنی قبر انور میں زندہ ہوتا ہے اور اقامت و اذان کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور یہی حال تمام انبیاء کرام علیہم السّلام کا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن اجمعین پر عدّت نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں کے درود آپ تک پہنچاتا ہے۔

وہ فرشتہ آپ کی امت کے اعمال آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور آپ اپنی امت کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کی مصیبت قیامت تک آنے والی آپ کی امت کے لیے عام ہے۔

بلقینی کہتے ہیں کہ آپ کے بعد آپؐ کی طرف سے قربانی دی جا سکتی ہے

جس شخص نے خواب میں حضور علیہ السّلام کی زیارت کی اس نے حقیقت میں حضور علیہ السّلام کی زیارت کی کیونکہ شیطان آپ کی صورت اختیار نہیں

کر سکتا۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کسی شخص کو خواب میں کوئی حکم دیں تو اس شخص پر آپ کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔ ایک قول کے مطابق اور دوسرے قول میں اسے مستحب کہا گیا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ دنیا سے سب سے پہلے خواب میں حضور علیہ السّلام کی زیارت، قرآن حکیم اور حجرِ اسود کو اٹھایا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث کی قرآت عبادت ہے اور احادیث پڑھنے پر بھی تلاوت قرآن حکیم کی طرح ثواب ملتا ہے (ایک روایت کے مطابق)

جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا دستِ اقدس چھو لے اُسے آگ نہیں کھا سکے گی۔ اور یہی شان دیگر انبیاء علیہم السّلام کی ہے۔

جس چیز پر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا اسم گرامی مکتوب ہو اس کی تعظیم ضروری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث پڑھنے کے لیے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے اور جہاں احادیث پڑھی جا رہی ہوں وہاں بلند آواز سے بولنا منع ہے۔

احادیث مبارکہ کی قرآت بلند مقام پر بیٹھ کر کرنی چاہیے۔

جو حدیث پڑھ رہا ہو اس کا کسی شخص کے لیے اٹھنا مکروہ ہے اور

حفّاظِ حدیث کے چہرے ہمیشہ تر و تازہ رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس حدیث کے مطابق۔ اللہ تعالیٰ سرسبز و شاداب کرے اُس شخص کو

جس نے میری حدیث سنی اسے یاد کیا اور پھر اس شخص تک پہنچایا جس نے

نہیں سنی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد رکھنے والوں کو تمام علماء

حدیث اور امراء المومنین کے لقب کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ کتب احادیث

کو قرآن حکیم کی طرح رحلوں پر رکھنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص ایک لمحہ کے لیے ایمان کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

اقدس میں حاضر ہو جاتے تو اس کو مقام صحابیت عطا ہو جاتا ہے اور تابعی

کا یہ حکم نہیں۔ کیونکہ اس کو صحابہ کرام کی خدمت میں زیادہ عرصہ رہنے سے ہی

تابعی کا مقام عطا ہوتا ہے اور یہی بات اہل اصول کے نزدیک صحیح ہے

صحابیت اور منصب نبوۃ اور اس کی تنویروں میں بہت بڑا فرق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عادل

ہیں اور صحابہ کرام میں سے کسی کی عدالت کے بارے میں اس طرح تحقیق

نہیں کی جا سکتی جس طرح دوسرے راویوں کے سلسلہ میں کی جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسی چیزوں کے ارتکاب سے فاسق نہیں ہوتے

جن کے ارتکاب سے دوسرے لوگ فاسق ہو جاتے ہیں۔

(یہ جمع الجوامع میں بیان ہوا ہے)

محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تمام صحابہ کرام

کے لیے جنت اور اپنی خوشنودی واجب کر دی ہے خواہ وہ محسن ہو یا ئی

اور بعد والوں کے لیے شرط ہے کہ وہ احسان اور خلوص کے ساتھ ان کی پیروی کریں۔

عورتوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت مکروہ نہیں جس طرح عورتوں کے لیے دوسرے تمام لوگوں کی قبروں کی زیارت مکروہ ہے۔ بلکہ عورتوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت مستحب ہے۔

قرافی کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں۔

نمازی مسجد نبوی میں بائیں طرف نہیں تھوک سکتا۔ حالانکہ باقی تمام مساجد میں یہ سُنّت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی طرف کوئی دروازہ کھڑکی یا روشندان کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔

ہر شخص کے ہونٹوں کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہیں جو کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتے سوائے صلوٰۃ وسلام کے جو حضور پر وہ شخص بھیجتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ تشہد میں آپ پر صلوٰۃ پڑھنا واجب ہے ہمارے نزدیک۔ اسے سبکی کی طبقات کے حوالے سے خادم میں بیان کیا گیا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیا جائے آپ پر درود بھیجنا واجب ہے۔ اسے عبدالحلیم اور طحاوی نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ چھینک مارنے والے کو یرحمک اللہ کہنے سے کم نہیں ہے۔

متاخرین میں سے قاضی تاج الدّین نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی ناپسندیدہ یا باعث تضحیک مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود پڑھے یا درود شریف کو کسی دوسرے شخص کو کنایۃً گالی دینے کے لیے استعمال کرے تو وہ شخص کافر ہو جاتا ہے۔

اسے حلیمی نے بیان کیا اور خادم میں بھی منقول ہے۔

اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کسی شخص کے متعلق کوئی فیصلہ فرمائیں اور وہ شخص اس فیصلہ کے متعلق اپنے دِل میں تنگی محسوس کرے تو وہ شخص کافر ہو جاتا ہے دیگر حکام کا یہ حکم نہیں ہے۔

اصطخری نے اسے باب "آداب القضاء" میں بیان کیا ہے۔

یہ بات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے بعد امام ایک ہی ہو گا۔ اور باقی انبیاء کی یہ شان نہیں ہے اسے ابن سراقہ نے اعداد میں بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے اپنی اہل بیت کے لیے وصیت کرنا مطلقاً جائز ہے۔ اور دوسروں کے حق میں احتمال ہے صحیح یہی ہے کہ جائز نہیں اسے باب وصیت میں بیان کیا گیا ہے۔

اور آپ کے اہل بیت نکاح میں ہر کسی کے کفو بن سکتے ہیں اسے باب النکاح میں ذکر کیا گیا ہے۔

اہل بیت پر اشراف (م) شریف کا اطلاق ہوتا ہے اور اشراف حضرات عقیل، جعفر اور عباس رضی اللہ عنہم کی اولاد کو کہا جاتا ہے۔ متقدمین کی اصطلاح یہی ہے۔

خلفائے فاطمین کے دور میں مصر میں شریف کا لفظ حضرت حسین رض کی اولاد کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔

احناف میں سے صاحب فتاویٰ ظہیریہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کبھی حیض نہیں آیا اور جب بھی آپ کے ہاں کسی بچے کی ولادت ہوتی تو ساعت بھر میں نفاس سے پاک ہو جاتیں تاکہ آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہو کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ ان کا لقب زہرا ہے۔

اسے محب طبری نے ذخائر العقبیٰ میں بیان کیا ہے اور انہوں نے ایک حدیث نقل کی ہے:

"آپ کی آنکھیں سیاہ و سفید اور رنگ گندم گوں تھا۔ آپ پاک اور صاف رہتیں نہ آپ کو حیض آتا اور نہ ہی ولادت و حیض کی حالت میں خون کے آثار رہتے۔"

بیہقی کی دلائل میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت فاطمہ رض کے سینۂ مبارک پر رکھا اور بھوک کو ان سے اٹھا لیا اس کے بعد انہوں نے کبھی بھوک محسوس نہیں کی۔

مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وقتِ نزع

قریب آیا تو آپ نے غسل کیا اور وصیت کی کہ کوئی اُن کے جسم کو نہ کھولے حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے انہیں اپنی وصیت بتائی۔ پھر جب ان کا انتقال ہُوا تو حضرت علیؓ نے انہیں اٹھایا اور اسی غسل میں دفن کر دیا۔

امام علم الدین القرافی فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے بھائی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بالاتفاق خلفائے اربعہ سے بہتر ہیں۔ حضرت مالکؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا

"میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔"

طحاوی کی معانی الآثار میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تمام لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے محرم ہیں۔ وہ ان میں جس کے ساتھ بھی سفر کریں ان کا سفر محرم کی معیت میں شمار ہو گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی عورتوں کے لیے تمام لوگ محرم نہیں ہیں۔

رزین نے آپ کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ کے کچھ بال آگ میں گر گئے لیکن جلے نہیں، آپ نے گنجے کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو اسی وقت اس کے بال اُگ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی مریض پہ رکھی تو وہ اسی وقت صحتیاب ہو گیا۔ آپ نے پودا لگایا تو وہ اسی سال پھل لے آیا۔ آپ نے اپنے دست اقدس سے حضرت عمر کو جھنجوڑا تو وہ اسی وقت ایمان لے آئے۔

ناشری کی نکہت المحادی میں ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھی ۔ بعض علماء بیان فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ اس لیے نہیں پڑھی کہ حضرت ابراہیم اپنے والد ماجد کی نبوت کی وجہ سے نمازِ جنازہ کے محتاج نہیں تھے جس طرح شہید اس سے بے نیاز ہوتا ہے ۔

مستدرک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدا میں سے صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر نمازِ جنازہ پڑھی اور آپ کے علاوہ کسی شہید کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی ۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پہ ستر تکبیرات پڑھیں جب کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان پر ستر نمازِ جنازہ پڑھیں ۔

صحیحین وغیرہ میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام اُحد تشریف لے گئے اور شہدائے اُحد پر نمازِ جنازہ پڑھی یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری کے آخری دنوں کی بات ہے جب کہ شہدائے احد کو دفن ہوئے آٹھ برس بیت چکے تھے ۔

ایک صحیح روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام بقیع میں تشریف لے گئے اور اہلِ بقیع پر نمازِ جنازہ پڑھی ۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ ممکن ہے حضور پُرنور نے جو یہ نمازِ جنازہ پڑھی یہ عام نمازِ جنازہ کی طرح ہو اور یہ حضور علیہ السلام کی

خصوصیات میں سے ہے۔ اور غالباً حضور علیہ السلام نے ارادہ فرمایا کہ آپ کی نمازِ جنازہ کی برکت تمام اہل قبور کو حاصل ہو جائے کیونکہ ان میں بعض ایسے بھی ہوں گے جن کی تدفین کے وقت حضور علیہ السلام نے کسی وجہ سے ان پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ سے یہ عرض کیا جا سکتا ہے۔ کہ حضور آپ جو پسند فرمائیں فیصلہ فرما دیں۔ کیونکہ آپ جو فیصلہ فرما دیں وہ صحیح اور خداوند کریم کے فیصلہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اکثر علماء کرام نے اسے اصول میں صحیح قرار دیا ہے۔ سمعانی کہتے ہیں کہ کسی عالم سے یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔ کیونکہ اس کا مقام اس سے فروتر ہوتا ہے۔

بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے اجتہاد منع ہے کیونکہ وحی کی وجہ سے آپ کو یقین حاصل ہوتا ہے اور اجتہاد کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عصر مبارک میں کسی

کسی دوسرے کے لیے بھی اجتہاد جائز نہیں کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یقینی علم حاصل کر سکتا ہے اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عصر مبارک میں اجماع کا انعقاد نہیں ہو سکتا۔

سکاکی کی شرح المنار میں ہے کہ الہام ملہم اور دوسرے لوگوں کے لیے حجت ہے اگر ملہم نبی ہو اور اسے معلوم ہو کہ یہ الہام خدا کی طرف سے ہے لیکن اگر ملہم ولی ہو تو اس کا الہام حجت نہیں ہے۔

تفسیر ابن منذر میں عمرو بن دینار رضی سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ حضرت جو بات خداوند کریم نے آپ کو دکھائی ہے اس کے مطابق فیصلہ فرمائیں تو حضرت عمر نے فرمایا خاموش رہو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔

سنن سعید بن منصور میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وقف صرف انبیاء کرام علیہم السلام پر لازم ہے۔ دوسروں پر نہیں اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے۔ اور اسی پر اس حدیث شریعت "ہمارا کوئی وارث نہیں ہم جو چھوڑیں صدقہ ہے" کو محمول کیا گیا ہے۔ اور جنہوں نے یہ بات کہی ہے انہوں نے انبیاء کرام کے لیے وقف کے لازم ہونے کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے مستثنیٰ قرار دیا ہے کہ "وقف لازم نہیں ہے"

تفسیر ابن منذر میں ابن جریج سے مروی ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ

علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پہلے السلام علیکم کہتے۔

اور اسی طرح اگر راستہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی سے ملتے تو پہلے السلام علیکم فرماتے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔

اگر آپ کے پاس آئیں وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو السلام علیکم کہیے اور اس میں دو خصوصیات ہیں آنے والے کو اور گزرنے والے ہو پہلے سلام کرنا۔

اور ہمارے حق میں سُنّت یہ ہے کہ آنے والا اور گزرنے والا پہلے السلام علیکم کہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ابتدائے سلام کا وجوب آیت مذکورہ کی وجہ سے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اُمّت کے کسی فرد پر سلام میں ابتدا کرنا واجب نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے لیے خواب میں اللہ جل جلالہ، کا دیدار جائز ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں۔ یہ اختیاری ہے اور یہی ابو منصور ماتریدی کا قول ہے۔

مستدرک میں ایک حدیث ہے کہ کسی نبی کے لیے کسی منقش گھر میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ کسی نبی نے کبھی "لوزہ" نہیں لگایا۔

قتادہ کہتے ہیں کہ خواب ظن سے عبارت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے جسے چاہتا ہے سچا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے باطل فرما دیتا ہے۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ غیر انبیا کا یہی حکم ہے۔ اور لوگوں نے اس کی جو تعبیر کی ہے وہ ثعلبہ بن حاطب کا جھوٹ ہے۔ اور اسی جھوٹ کی سزا کے طور پر اس سے زکوٰۃ لینے سے لوگوں کو روک دیا گیا۔ اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے اس سے زکوٰۃ قبول نہیں کی۔

پھر آپ کے زمانے میں تمیمہ بنت وہب نے جھوٹ بولا تو آپ نے اسے اس کے طلاق دینے والے یعنی رفاعہ کی طرف لوٹانے سے انکار کر دیا۔ اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اسے رفاعہ کی طرف نہیں لوٹایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو اس کے بعد میرے پاس آئی تو میں تجھے سنگسار کرا دوں گا۔

ایک آدمی نے کچھ پرائے جوتوں میں دھوکا کیا۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تو یہ جوتے لے کر روزِ قیامت میرے پاس آئے گا اور اس وقت میں تجھ سے نہیں قبول نہیں کروں گا۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر شخص اپنی بات کے سبب پکڑا بھی جاتا ہے اور بری بھی ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آیۃ کریمہ **لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ** کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے محافظ مقرر ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں خدا کے حکم سے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ مسند امام شافعی میں ایک حدیث ہے کہ میری صبا کے ذریعے امداد فرمائی گئی حالانکہ یہ پہلے لوگوں کے لیے ایک عذاب تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنت کے اونچے مقام پر ہوں گے۔

ایک حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے اہلِ بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی ہے جو اس پر سوار ہو جاتے گا نجات پا جائے گا اور جو پیچھے رہ جاتے گا غرق ہو جاتے گا۔ اور یہ کہ جو اہلِ بیت اور قرآن کریم سے وابستہ رہے گا۔ وہ کبھی گمراہ نہیں ہو گا۔

اہل بیت اُمت کے لیے اختلافات سے مامون رہنے کی ضمانت ہیں، جنتیوں کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ انہیں عذاب نہیں دے گا۔ اور جو ان سے بغض رکھے گا حوالہ دوزخ ہو گا۔

اور کسی شخص کے دِل میں ایمان داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اللہ کے لیے اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے ۔ جو ان سے قتال کرے گا۔ تو گویا اس شخص نے دجال کی معیت میں جنگ کی ۔ جو ان میں سے کسی کے ساتھ نیکی کرے گا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے قیامت کے دن اس کا اجر عطا فرمائیں گے اور اہلِ بیت کے ہر فرد کو روزِ قیامت شفاعت کا حق حاصل ہو گا۔

ہر شخص کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تعظیم کے لیے اُٹھے لیکن بنو ہاشم کا یہ حکم نہیں وہ کسی کی تعظیم کے لیے نہیں اٹھیں گے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عصر مبارک میں کچھ احکام نازل ہوتے اور پھر منسوخ ہو گئے ۔ ان احکام پر صرف صحابہ کرام نے عمل کیا ۔ ان احکام میں سے بعض یہ ہیں ۔

قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنا ضیافت کا واجب ہونا ، فالتو مال خرچ کر دینا ، مقروض کو غلام بنالینا اور یہ کہ انزال کے بغیر غسل کی ضرورت نہیں ہے رمضان کے روزے اور فدیہ میں اختیار ، زیارتِ قبور کی حرمت تین سے زیادہ قربانیوں کو اکٹھا کرنا ، زانی مرد کا پاکدامن عورت سے اور زانیہ عورت کا پاکدامن مرد سے نکاح ۔

اشھر حرام میں جنگ ، والدین اور اقربا کے لیے وصیت کا واجب ہونا ۔ فوت ہونے والے کی بیوی کا ایک سال عدت گزارنا ، بیس

مسلمانوں کا دو سو کافروں سے جنگ کرنا۔ ترکہ کو حاضرین میں تقسیم کرنا۔ غلاموں اور بچوں کا اوقات ثلاثہ میں اجازت طلب کرنا۔ رات کا زیادہ حصہ قیام کرنا، حلف اور ہجرت کے ذریعہ وارث قرار پانا۔

نفس کے وسوسہ پر مواخذہ، زنا کی صورت میں قید اور مال ضائع کرنے کی صورت میں تعزیر۔ کافروں کی گواہی۔ بغیر عذر کے بیٹھنے والے امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنا۔ جمعہ کا خطبہ نماز کے بعد دینا جس چیز کو آگ نے چھوا ہو۔ اس کے استعمال کے بعد وضو کرنا۔ عورتوں کے لیے سونے کے زیورات کی حرمت۔ چوتھی دفعہ شراب پینے والے کو قتل کرنا۔ اوقات مکروہہ میں مُردوں کی تدفین کی ممانعت۔

اور مالکیہ کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ دس سے زیادہ کوڑے صرف حد ہی کی صورت میں مارے جا سکتے یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عصر مبارک کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ اس وقت کے مجرم کے لیے اتنی ہی سزا کافی تھی۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے خصائص میں بیان کیا ہے کہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ آپ کو امامت کرائے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنا نہ نماز میں جائز ہے نہ نماز کے بغیر۔ نہ عذر کے ساتھ جائز ہے اور نہ بلا عذر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اور کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع نہیں ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے امام تمہارے شفیع ہیں۔ اسی لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بدر کو اس حکم کے ساتھ خاص فرمایا کہ ان کی نماز جنازہ میں چار سے زائد تکبیرات پڑھی جائیں۔ اور یہ ان کی عظمت اور فضیلت کے اظہار کے لیے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک ہستی وہ بھی ہے جن کے انتقال کے وقت عرش ان کی روح سے ملاقات کی خوشی میں جھوم اٹھا۔

اور آپ کے صحابہ کرام میں وہ بھی ہیں جن کی نمازِ جنازہ میں ستر ہزار ایسے ملائکہ شریک ہوتے جو پہلے کبھی زمین پر نہیں آتے تھے۔

اور وہ بھی ہیں جن کو ملائکہ نے غسل دیا۔

وہ بھی ہیں جو جبریل، ابراہیم، نوح، موسیٰ، عیسیٰ، یوسف اور صاحب یاسین علیہم السلام کے مشابہ ہیں۔

طبقات ابن سعد میں عمر بن سلیمان سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں۔ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ جنتیوں کے نام ہیں دور جاہلیت میں ان ناموں کا رواج نہیں تھا۔ طبقات ہی میں حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ کہ پہلے زمانوں میں انبیاء کرام کے ناموں پر بچوں کے نام رکھنا مستحب

نہیں تھا۔

جامع المؤزی اور مصنف عبدالرزاق میں حضرت سعید بن مُسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں کی ایک جماعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کوئی نبی چار دن سے زیادہ قبر میں نہیں ٹھہرتا اور پھر اس کو اٹھا لیا جاتا ہے۔

امام الحرمین نے النہایہ اور رافعی نے الشرح الصغیر میں ایک حدیث بیان کی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا اکرام میرے رب کے ہاں اس سے زیادہ ہے کہ وہ مجھے تین دن سے زیادہ قبر میں رکھے۔

یافعی کی کفایۃ المعتقد میں ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ یقین کی کئی قسمیں ہیں، اسم الیقین، رسم الیقین، علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین، اسم الیقین اور رسم الیقین تو عوام کو حاصل ہوتا ہے۔ علم الیقین اولیاء کرام کو، عین الیقین خاص اولیاء کرام کو، اور حق الیقین انبیاء علیہم السلام کو۔ اور حق الیقین کی حقیقت صرف حضور علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام امور کی حقیقت کا مطالعہ فرماتے ہیں۔ جب کہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین امور کی حقیقت نہیں بلکہ مثال کا مطالعہ فرماتے ہیں۔

یافعی کا بھی یہی قول ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے الہامات میں فرق بیان کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ انبیاء کرام پر جو وحی نازل ہوتی ہے۔ اس کو کلام کہا جاتا ہے۔ جب کہ اولیاء کے الہام کا نام حدیث ہے۔ اور کلام کی تصدیق لازمی ہوتی ہے۔ جو اس کا انکار کرے کافر ہو جاتا ہے اور حدیث (الہام اولیاء کے معنی میں) کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔

ابو عمرو الدمشقی الصوفی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء پر معجزات کا اظہار فرض کیا ہے تاکہ لوگ انہیں دیکھ کر حلقۂ اسلام میں شامل ہوں۔ اور اولیاء کرام پر کرامات کا مخفی رکھنا ضروری قرار دیا ہے تاکہ اس وجہ سے وہ آزمائش اور فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

ابو العباس المرزوق الیارق فرماتے ہیں۔

خطرہ انبیاء کے لیے ہے۔ وسوسہ اولیاء کے لیے اور فکرہ عوام کے لیے۔ نسفی بحر الکلام میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مبارکہ جب ان کے اجساد طیبہ سے نکلتی ہیں تو مشک و کافور کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اور شہداء کی روحیں ان کے جسموں سے نکل کر سبز پرندے کی صورت اختیار کرتی ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ موقفِ قیامت میں

ان کے لیے سونے کے ممبر رکھے جائیں گے جن پر وہ جلوہ افروز ہوں گے۔ اور یہ مقام انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں ہو گا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اعتکاف صرف مسجد نبوی کے ساتھ خاص ہے۔ اسے نسائی نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے۔

کراماتِ اولیاء میں اشرن حارث سے مروی ہے کہ ان کے سامنے قبولیتِ دعا وغیرہ کے متعلق کچھ باتیں بیان کی گئیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں ان میں سے صرف دو چیزوں کا انکار کرتا ہوں۔ ایک تو سونے کا استعمال ہے اور دوسرا پانی پر چلنا کیونکہ یہ دونوں چیزیں صرف انبیاء کرام کے ساتھ خاص ہیں۔

علامہ نووی ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے شیطان اسے مس کرتا ہے۔ سوائے حضرت مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔

اور اس حدیث کا ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ یہ خصوصیت صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کی ہے۔ قاضی عیاض نے اشارہ فرمایا ہے کہ تمام انبیاء کرام اس خصوصیت میں شریک ہیں۔

کشاف کے حاشیے میں الطیبی آیت کریمہ الآن خفف اللہ عنکم کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ سلمی نے نصر آبادی سے روایت کیا ہے کہ یہ تخفیف صرف امت کے لیے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہیں۔
کیونکہ جو امانت نبوت کو بھی بوجھل محسوس نہ کرے اس کے ساتھ تخفیف کی بات کرنے کا مطلب ہی کیا ہے اور جس کا وظیفہ ہی یہ ہو کہ اے میرے رب! میں تیرے بھروسہ پر ہی حملہ کرتا ہوں اور تیرے سہارے ہی تدبیر کرتا ہوں۔
اس سے تخفیف کرنے کا کیا مطلب اور اس پر کوئی چیز گراں کیسے ہو سکتی ہے۔
تاریخ ابن عساکر میں ابوحاتم رازی سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر اب تک جتنی امتوں کو خدا نے پیدا کیا ہے ان میں کوئی امت ایسی نہ تھی جس نے اپنے نبی کے حالات و آثار محفوظ کیے ہوں سوائے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے۔
کسی نے حضرت ابوحاتم رازی سے پوچھا کہ حضرت! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بعض اوقات کوئی ایسی حدیث بیان کرتے ہیں جس کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء اپنی معرفت کے زور پر صحیح اور موضوع حدیث

میں تمیز کر سکتے ہیں۔ تاکہ ان کے بعد آنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے آثار میں تمیز کر کے انہیں محفوظ کیا ہے۔ سبکی فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو اور جان بوجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء میں جان بوجھ کر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

کیونکہ ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر نماز کی کمی یا زیادتی کے متعلق وحی نازل ہوئی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اگر ان صورتوں میں کوئی امام کی پیروی کرے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

عراقی شرح السنن میں فرماتے ہیں کہ اکیلا سفر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ خاص ہے کیونکہ آپ شیطان سے محفوظ ہیں اور دوسرے لوگوں کا یہ حکم نہیں ہے۔

ابن دحیہ التنویر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو ایک ہزار خصوصیات عطا فرمائی ہیں۔

ان میں سے بعض یہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں نے آپ پر درود بھیجا۔ رویت باری تعالیٰ، قرب خداوندی، شفاعت، وسیلہ، فضیلت، مقام رفیع، براق

انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کرانا ، راتوں رات سیر کرایا جانا ، رضا ، سوال ، اور کوثر کا عطا ہونا ، بات کا سننا ، نعمت کا مکمل ہونا ، سینے کا کھولا جانا ، بوجھ کا اٹھایا جانا ، ذکر کا بلند ہونا ، فتح کی عزت ، سکینہ کا نزول ، سات بار پڑھی جانے والی آیتیں ۔ اور قرآن حکیم ۔

اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر مبعوث ہوئے اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو بہتر سمجھیں وہی لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما سکتے ہیں اور یہ مقام کسی دوسرے نبی کو بھی حاصل نہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کی قسم کھائی آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور قیامت کے دن امتوں اور انبیاء کے درمیان آپ کی گواہی مقبول ہوگی ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حبیب بھی ہیں اور خلیل بھی ۔ اس طرح کی اور بیشمار خصوصیات ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں ۔

شیخ بدرالدین الدامینی اپنی کتاب حسن الاقتصاص لما یتعلق بالاختصاص میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت جان قربان کر کے کرنا واجب ہے ابن المنیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ واجب قرار دیا ہے کہ آپ کو اپنی ذات پر ترجیح دی جائے ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن کو اپنی جان سے زیادہ محبوب ہوں ۔

اسی لیے تو حضرت سعد نے احد کے دن کہا تھا ۔ ”نحری دون نحرک“

میرا سینہ آپ کے سینہ سے پہلے چھلنی ہوگا۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے اور اس چیز میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کہ یہ کسی دوسرے کے حق میں واجب نہیں ہے۔ اب رہی یہ بات کہ آیا دوسروں کے لیے جان قربان کرنا جائز ہے یا نہیں تو اس کا ظاہری جواب یہ ہے کہ جائز نہیں۔ اس بات پر قیاس کرتے ہوئے کہ جس کے پاس پانی ہے اور پانی کے بغیر اس کی اپنی موت کا خطرہ ہے اگر وہ پانی کسی دوسرے کو دے دے تو یہ جائز نہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ غور کیجیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لونڈی کے نکاح سے منع فرمایا گیا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص لونڈی سے نکاح کرے تو اس لونڈی سے اس کی جو اولاد ہو گی۔ وہ غلام ہو گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اس سے بلند ہے کہ آپ کی اولاد غلام ہو۔

فرماتے ہیں کہ کیا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حسنی اور حسینی سید کو بھی لونڈی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس نکاح کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سید کی اولاد جو لونڈی سے ہو گی وہ غلام ہو گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اس سے بہت بلند ہے کہ آپ کی نسل میں سے کوئی ایک بھی غلام ہو۔

ابن منیر نے شرح بخاری میں اس حدیث (من ملک من العرب رقیقا الخ)
کہ جو شخص کسی عرب کو غلام بنائے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے آزاد کرے
کیونکہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہے فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک عرب
کے مملوک ہونے کا حکم منفصل ہے اور اس میں سے سادات بنو فاطمہ کی
تخصیص ضروری ہے۔ کیونکہ اگر ہم یہ فرض کریں کہ کسی حسنی یا حسینی سید نے
کسی لونڈی سے نکاح کیا تو اس سے جو اولاد ہو گی اس کے غلام نہ ہونے
کے سلسلے میں اختلاف محال ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ
اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہے۔

تو اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسبت سے عرب کو آزاد کر دینا مستحب ٹھہرتا ہے
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کے کسی فرد کو غلام بنا لینا حرام ٹھہرتا ہے۔
اور اس میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستے سے
تشریف لے جاتے اور آپ کے بعد کوئی اور شخص اس راستے سے گزرتا
تو اس شخص کو معلوم ہو جاتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس راستے سے تشریف
لے گئے ہیں کیونکہ وہ راستے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے سے خوشبودار
ہو جاتے تھے اسے کبیری نے جابر سے روایت کیا ہے۔

شیخ بدرالدین بن الصاحب کے تذکرہ میں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کسی

ایسے شخص کے طلبگار رہتے جو انہیں اولین و آخرین کی خبریں سناتے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو آپ نے دنیا کو اخبارِ غیبیہ سے بھر دیا۔

ابن السبکی "التوشیح" میں بیان فرماتے ہیں کہ میں نے والد ماجد کو یہ کہتے سنا "جب کہ ان سے اس سیاہ لوتھڑے کے متعلق پوچھا گیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی کم عمری میں حضور کے قلب مبارک کو شق کر کے اس سے نکالا گیا تھا اور فرشتے نے کہا تھا کہ یہ شیطان کا حصّہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ گوشت کا وہ ٹکڑا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں میں پیدا فرمایا ہے اور جو کچھ شیطان اس میں ڈالتا ہے یہ اُسے قبول کرتا ہے۔ تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے قلب انور سے علیٰحدہ کر دیا گیا ہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے قلب انور کے اندر کوئی ایسی جگہ ہے ہی نہیں جو وسوسۂ شیطانی کو قبول کرے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس حدیث کا یہی معنیٰ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے شیطان کو کبھی کوئی حصّہ نہیں ملا۔ لم یکن للشیطان فیہ حظٌ قط۔

اور جس کو فرشتے نے صاف کیا تھا وہ بشری جبلت کا حصّہ تھا اور وسوسۂ شیطانی کو قبول کرنے والے حصّہ کو علیٰحدہ کر دیا گیا۔ گو کہ اس کے وجود سے ضروری نہیں تھا کہ واقعۃً حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے قلبِ انور میں کوئی

ناپسندیدہ چیز موجود تھی۔

ان کے اس جواب پر میں نے سوال کیا کہ خداوند کریم نے وسوسۂ شیطانی کو قبول کرنے والے اس لوتھڑے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے قلب انور میں پیدا ہی کیوں فرمایا تھا۔ حالانکہ ربِ قدیر اس بات پر بھی قادر تھا کہ آپ کے قلب انور میں اس کو پیدا ہی نہ فرماتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ انسانی اجزاء میں سے ایک ہے۔ اور تکمیل خلقت انسانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا تھا اور یہ ضروری تھا اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے کرامتِ ربانیہ سے علیحدہ فرما دیا۔

ابن سبکی کہتے ہیں کہ میرے بھائی نے والد ماجد کو اُن کے انتقال کے بعد دیکھا کہ ان پر انوار سایہ فگن ہیں تو ان کے دل میں آئی کہ یہ سب کچھ اس مبارک بحث کی برکت ہے۔ ابن سبکی طبقات میں کہتے ہیں کہ میرے ہاں یہ بات ثابت نہیں ہے کہ کسی ولی کے لیے کوئی میت مرنے کے طویل عرصہ بعد جب کہ وہ ہڈیوں میں تبدیل ہو چکا ہو زندہ ہوا ہو اور زندہ کیے جانے کے بعد کافی عرصہ زندہ رہا ہو۔ ایسی کوئی بات ہمیں معلوم نہیں اور نہ ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ کسی ولی کے لیے ہو سکتا ہے اور انبیاء کے لیے احیاتے موتیٰ میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ اُن کا معجزہ ہے کرامت ولی ان تک نہیں پہنچ سکتی۔

صلی اللہ علی نبیہ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صاحب مقام المحمود و لواء الحمد

اللھم ات محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ العالیۃ الرفیعۃ